Bedam Vārṣī, Bedam Shāh

Jigar pārah

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آله بقدر حسنه و جماله

جگر پارہ

المعروف بہ

ارمغان بیدم

از تصنیف شریف عارف باللہ سراج الشعراء حضرت مولینا بیدم شاہ صاحب بیدم وارثی شاعر دربار اعلیحضرت امام الاولیاء خواجہ وارث پاک طاب اللہ ثراہ

حسب فرمائش الیس غیاث الدین تاجر کتب کٹرہ خانخانہ آگرہ

باہتمام خواجہ فراست حسین

آگرہ اخبار پریس آگرہ میں چھاپا گیا

یَا وَارِث

عذرِ مُصنّف

معزز ناظرین

میں اپنی اس کوتاہ قسمتی سے بیحد محجوب ہوں کہ عرصہ سے میں نے اپنے گلستان سخن سے پھول چن کر کوئی گلدستہ تیار نہیں کیا جو آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کرتا اور آپکی محفل میں اُسکی رنگ و بو سے ایک دلکش سماں پیدا ہوتا۔

حضرات! خدانخواستہ میں نے اس باغ کی گلچینی چھوڑی نہیں ہے میں ان روح افزا پھولوں کی رنگ و بو کا بدستور دلدادہ ہوں گل و بلبل کے فسانہ کا قلب پر گہرا اثر محسوس کرتا ہوں حسن و عشق کی کرشمہ سازیوں پر ضرورت سے زیادہ مٹا ہوا ہوں مگر کیا کروں کہ میری مختلف بیماریوں کا تسلسل جو دل و دماغ پر اپنا پورا پورا اثر کئے ہوئے ہے سلسلۂ زلف دراز کی طرح ختم ہی ہونے کو نہیں آتا کہ میری تمنا پوری ہوتی اور میں ابتک متعدد گلدستے آپ کی محفل میں پیش کر چکا ہوتا۔

مدت کے بعد آج ایک مرجھائے ہوئے سے پھولوں کا گلدستہ پیش کرتا ہوں اگرچہ آپ ان میں پہلی سی تازگی نہ پائیں گے نہ وہ خوشبو محسوس فرمائیں گے لیکن میری محبت و اخلاص کی بو اپنا اثر دکھائے بغیر نہ رہے گی یہ مانا کہ اس کی موجودہ پژمردگی تو ہرگز اس قابل نہیں کہ آپ اسے خوشنما پھولوں کا گلدستہ تصور فرما کر رونق محفل بنائیں مگر میری پریشانیوں کا مجموعہ سمجھکر تو ضرور ہی قدر فرمائیے اگر امراض نے مہلت دی اور زندگی باقی ہے تو اس کی تلافی کی کوشش کروں گا اور پھر حسب دلخواہ آپکی خدمتمیں ڈالی پیش کرونگا ورنہ یہ آخری یادگاری تحفہ جگر پارہ المعروف بہ ارمغان بیدم ہی جب کبھی سامنے آئے مجھے دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیگا آئندہ جو مرضی

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

والسلام
معذرت نگار فقیر بیدم وارثی اٹاوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افسرِ خیلِ حسیناں تاجِ شاہانِ جمال — تو شہِ اقلیم محبوبی و سلطانِ جمال

پڑ گیا جس جس جگہ خونِ شہیدانِ جمال — نکلے ایک اک قطرے سے سو سو گلستانِ جمال

لاکھ چمکیں بن سنور کر ماہ رویانِ جمال — سادگی پر اُنکی قرباں ساز و سامانِ جمال

ایک یوسف پر نہیں موقوف اے سلطانِ حسن — سب ترے زیرِ نگیں ہیں تاجدارانِ جمال

جمع ہے مدت سے دلمیں خرمنِ ارمانِ دید — آ اسے بھی پھونک جا او برقِ تابانِ جمال

لطفِ گلشن دے رہی ہے عشق میں وحشت مری — ہے رگِ گل مجکو ہر خارِ بیابانِ جمال

شوقِ دیدِ ناقۂ لیلیٰ میں ہوکر خاکِ راہ — قیس آخر ہو گیا گردِ بیابانِ جمال

اک چمن خونِ حسیناں سے ہے دشتِ ماریہ — کربلا جا کر یہ پھلے پھولے نہالانِ جمال

لیکے دل سو بار ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینکدو
اسکی پروا کیا کریں گے جاں نثارانِ جمال

اے شہ حسن اپنی خوبی کا تصدق اک جھلک
تکتے ہیں دامن کو پھیلائے گدایانِ جمال

دیکھئے کیا رنگ لائے حشر میں پیش خدا
دامنِ محبوب پر خونِ شہیدانِ جمال

لاکھ خلوت ہو تو کیا گھونگٹ ہی سدّ راہِ دید
ساتھ پھرتی ہے حیا اُنکی نگھبانِ جمال

بیخودی کردے نہ اُن کو مجرمِ سرکارِ عشق
پھر رہے ہیں کس ہوا میں میگسارانِ جمال

رحمتہ اللعالمین جب ساقیٔ کوثر ہیں آپ
پھر بھی کیا محروم جائیں تشنہ کامانِ جمال

کیوں نہ ہو بیدم حسینوں کی ادا پردہ نثار
پرورش پائی ہو جس نے زیر دامانِ جمال

مرے آئینۂ دل میں ہے پرتو روئے احمد کا
سوادِ دیدہ میں پنہاں ہے سایہ اُس سہی قد کا

نشاں پوچھا جو گلشن میں کبھی نام محمد کا
تو غنچوں نے دیا کھل کر پتہ میم مشدد کا

عجب شیرینی ہے اس نام کے قربان ہو جاؤں
چمٹ جاتے ہیں لب جب نام لیتا ہوں محمد کا

غش آیا طور پر موسیٰ کو حیرت ہو گئی طاری
جو دیکھا سامنے آئینہ رخسار محمد کا

رہیں ابرار جنت میں کہ جائیں خلد میں زاہد
نہ چھوٹے جیتے جی ہم سے مگر کوچہ محمد کا

ہوئی ہیں پردۂ اخفا سے ساری مشکلیں آساں
لیا ہی جب کبھی مشکل میں ہم نے نام احمد کا

ہمیں بھی غم نہیں کچھ تابش خورشید محشر سے
ہمارے سر پہ بھی سایہ ہے دامانِ محمد کا

اسی حسرت میں مرتا ہوں اسی پر جان دیتا ہوں
کہ ہو جائے مجھے نظارہ اُس پر نور گنبد کا

اگر چشم بصیرت ہے تو چل کر دیکھ طیبہ میں،
کہ کرتا ہے طواف ہر وقت چرخ اُس سبز گنبد کا

نہ مسجودِ ملائک حضرتِ آدم کبھی ہوتے،
اگر پیشانی میں ہوتا نہ اُن کے نور احمد کا

کلیم اللہ سے پوچھو کہ آخر غش ہوئے کس پر
جمال الٰہی تھا وہ کہ جلوہ تھا محمد کا

طلب کرتی ہے آزادی طوافِ روضہ کی خاطر — ذرا دیکھے تو کوئی حوصلہ روحِ مقید کا
تمنائیں دلِ افسردہ کی دل ہی میں رہتی ہیں — شکارِ دامِ مجبوری ہے ہر ارماں مقید کا

سفر طیبہ کا اور اسدرجہ ضعف و ناتوانی پر
خدا حافظ ہے اے بیدمؔ تمہارے شوقِ بیحد کا

مے کدے تیرے تری مسجد صنم خانہ ترا — یار ہر گھر گھر ترا ہر گھر میں کاشانہ ترا
یہ بھی اک اعجاز ہے اے پیرِ میخانہ ترا — بزم میں بے پاؤں کے چلتا ہی پیمانہ ترا
ہم بلانوشوں کی ہمت کو تو اے ساقی نہ پوچھ — نشہ میں سر پر اُٹھا لیتے ہیں میخانہ ترا
بیخبر ہونے پہ بھی ہے سارے عالم کی خبر — زاہدِ ہشیار سے اچھا ہے مستانہ ترا
یہ ملے قسمت سے تو اس کے سوا کیا چاہیئے — تو ہو ساقی مے کدہ ہو اورستانہ ترا
ساقیا جاری رہے یوں ہی سبیلِ مے کشی — تا ابد یونہی رہے آباد میخانہ ترا
تیرا سودائے محبت مول لے کس کی مجال — سنتے ہیں ہم جان و دل ہوتا ہے بیعانہ ترا
ایک دو ساغر میں منہ تکتا ہے کیا پیرِ مغاں — بس چلے تو دل میں رکھ لے جائیں میخانہ ترا
جس کو دیکھا تجھ پہ مرنے کے لئے تیار ہے — میں ہی کیا اے شمع رو عالم ہے پروانہ ترا

پہلے بیدمؔ کی طرح کوئی گریباں چاک ہو
شوق سے پھر جلوہ دیکھے بے حجابانہ ترا

تم شاہِ ولایت ہو امیرِ دوسرا ہو — مولا ہو مرے قومِ نصیری کے خدا ہو
شادابیٔ گلزارِ دو عالم ہے تمہیں سے — تم پرتوِ آئینۂ لولاک لما ہو
جب احمدِ بے میم کہیں لحمک لحمی — پھر کون کہے تم کو کہ تم کون ہو کیا ہو
محتاج کو خالی درِ اقدس سے نہ پھیرو — ملجائے غریباں ہو ملاذ الفقرا ہو

ہے زیر نگیں مملکتِ صبر و توکل
ہاں راکبِ دوشِ نبوی کون ہو تم ہو
اللہ کا جو گھر ہے وہ مولد ہے تمہارا
کیا لطف ہو پی پی کے لبِ چشمۂ کوثر
اے شاہ نجف شبّر و شبیر کا صدقہ

تم بادشہ کشورِ تسلیم و رضا ہو
تم حیدرِ کرار ہو تم شیر خدا ہو
ہم نام خدا کے ہو علیؑ نام خدا ہو
ہر مست کہے ساقیٔ کوثر کا بھلا ہو
مجھ تشنۂ دیدار کو اِک جام عطا ہو

تم چارۂ عالم ہو بیچارہ ہے بیدم
محتاج ہے یہ تم تو امیر الامرا ہو

اے بادشاہِ لافتا اے تاجدار ہل اَتیٰ
دیکر شرابِ معرفت متوالا کر دیجے مجھے
آوارۂ گمراہ ہوں ناکارہ ہوں بیکار ہوں
نابینا بینا ہو گیا بینا کو سوجھی دور کی

مولا علیؑ مرتضےٰ حیدر وصیٔ مصطفےٰ
آلِ عبا کا واسطہ صدقہ رسول اللہ کا
گو آپ کے لائق نہیں مشہور ہوں پر آپ کا
آنکھوں میں جن کے پڑ گئی اُڑ کر تمہاری خاکِ پا

بیدم تمہارا مبتلا ہے سخت مشکل میں پھنسا
مولا علیؑ مولا علیؑ مشکلکشا مشکلکشا

بنتی نہیں بنائے حالت بہت بُری ہے
کوئی نہ ساتھ آیا سب نے ہی منہ چھپایا
میں کس کی دوں دوہائی تیرے سوا الٰہی
مشکل میں کیسا رونا کچھ بھی نہیں ہے ہونا

وقت مدد ہے مولا اب جی پہ آبنی ہے
غربت میں میری ساتھی اک ہو تو بیکسی ہے
سب نے بُجھا دیا دل اب تجھ سے لو لگی ہے
مشکلکشا علیؑ ہے مشکلکشا علیؑ ہے

عالم کا بار اُٹھالیں تو اپنی کہہ رہا ہے
اُن بازوؤں میں بیدم زورِ یداللّٰہی ہے

ہوا ہے اور نہ ہوگا تم سا شاہ بحر و بر پیدا
جو تم کو دیکھنا چاہے کرے پہلے نظر پیدا

مبارک ہو ہوئے ہم گمرہوں کے راہبر پیدا
امیرِ عرش و کرسی تاجدارِ بحر و بر پیدا

بنے گا جو شمار دانہ تسبیحِ امامت میں
ہوا نخلِ ابوطالب سے وہ تازہ ثمر پیدا

مریضانِ معاصی کو شفا کیونکر نہ ہو جاتی
دوائے دردِ عصیاں ہو چکی تھی پیشتر پیدا

ظہورِ حضرتِ حسنینؑ سے عالم میں روشن ہے
ہوئے برجِ اسداللہ سے شمس و قمر پیدا

بہا کر میرے آنسو کربلا تک لے ہی پہونچیں گے
کئے جاؤں میں نالے ہو ہی جائیگا اثر پیدا

مزین ہو گئی دوکانِ تسلیم و رضا جن سے
ہوئے کانِ ابوطالب میں وہ لعل و گہر پیدا

زمینِ کربلا بیدم بسی ہے جس کے پھولوں سے
ہوا باغِ نبیؐ میں وہ نہالِ بارور پیدا

گلبنِ باغِ نبیؐ سرورِ ریاضِ حیدری
غوث اعظمؓ قطبِ عالم مالکِ بحر و بری

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب
بادشاہِ دو جہاں مسند نشینِ برتری

قرۃ العینینِ زہراؓ راحتِ جانِ حسینؓ
اخترِ برجِ حسنؓ مہرِ سپہرِ حیدری

ظلِ ذاتِ لم یزل آئینۂ حسنِ ازل
مظہرِ شانِ خدا عکسِ رخِ پیغمبری

سخت مشکل میں ہوں اے مشکل کشا کے لاڈلے
لیجئے میری خبر از راہِ بندہ پروری

صرف انسانوں ہی پر جاری نہیں فرماں ترا
تابعِ فرمان ہیں سب حور و ملک جن و پری

بن گیا بغداد بھی بیدم تجلی گاہِ طور
شانِ عبدیت میں جب قادر نے کی جلوہ گری

محی الدینؒ سلطان السلاطین غوث صمدانی
شہنشاہِ ولایت قبلۂ دینی و ایمانی

گلِ باغِ حسنؓ چشم و چراغِ فاطمہ زہراؓ
علیؓ کے لاڈلے پیارے رسول اللہ کے جانی

مریضِ درد و اندوہ والم کی بھی خبر لیجئے
سب مجھے آسان سے آسان بھی ہر کام مشکل ہے

مسیحِ جانِ بیماراں طبیبِ دردِ روحانی
تمہیں آسان ہے ہر طرح میری مشکل آسانی

ہوئیں سب مشکلیں آساں بگڑی بن گئی بیدم
کہا جب شیئاً للہ یا محی الدینؓ جیلانی

فانیٔ ذاتِ پیمبر حضرتِ پیرانِ پیر
اپنے بیمارِ محبت کا مداوا کیجئے
میں بھی اک زلّہ ربائے خوانِ لطفِ عام ہوں
آپ کے در کا گدا کہلا کے کیوں رد پھر ہوں

ہو بہو تصویرِ حیدر حضرتِ پیرانِ پیر
اے طبیبِ قلبِ مضطر حضرتِ پیرانِ پیر
ہو نگاہِ مہر مجھ پر حضرتِ پیرانِ پیر
آفتابِ ذرہ پرور حضرتِ پیرانِ پیر

اپنے بیدم کے دلِ مردہ کو زندہ کیجئے
اے نسیمِ روح پرور حضرتِ پیرانِ پیر

جی گیا میں دیکھکر جلوہ ترا پیرانِ پیر
سخت مشکل میں تمہارا بندۂ درگاہ ہے
خالی جاؤں گا جو اس در سے تو پاؤنگا کہاں
گردشِ ایام نے تو پیس ہی ڈالا مجھے

واہ واصلِ علیٰ صد مرحبا پیرانِ پیر
ازپئے مشکل کشا مشکل کشا پیرانِ پیر
ہے یہاں قسمت کا میری فیصلہ پیرانِ پیر
تیرا ہوں اب تو مری بگڑی بنا پیرانِ پیر

خالی کیوں جائے ترے دربار عالی جاہ سے
بیدمِ خستہ ترا مدحت سرا پیرانِ پیر

حد سے گذر ہی جاتی ہے تکلیفِ روحانی مری
شیئاً للہ یا محی الدینؓ مدد کا وقت ہے
کیا غرض کوئی کسی کی کس لئے سننے لگا

سُن ہی لیجئے اب تو یا محبوبِ سبحانی مری
بڑھتی جاتی ہے مرے مولا پریشانی مری
تم ہی جب سنتے نہیں یا غوثِ صمدانی مری

در لطمۂ طوفانِ غم میں غرق ہونے کو ہوں میں
لیجیے اب تو خبر اے قطبِ ربانی مری

دولتِ الفقر فخری سے ہوں مالامال میں،
یہ فقیری بھی ہے بیدم عین سلطانی مری،

بجز تمہارے کہوں کس سے یا غریب نواز
سنو مری مرے مشکل کشا غریب نواز

تمہارے دامنِ عالی نے ہاتھ آتے ہی
بڑھا دیا ہے مرا حوصلہ غریب نواز

معین دین و عطائے رسولؐ والیٔ ہند
امیرِ خواجۂ گلگوں قبا غریب نواز

کہاں تک پھرے در در کی ٹھوکریں کھاتا
تمہارے در کا تمہارا گدا غریب نواز

سُنی ہے آپ کی بندہ نوازیوں کی دھوم
کبھی ادھر بھی نگاہِ عطا غریب نواز

تمہارا ہوں میں تمہیں سے ہے التجا میری
تمہارے ہوتے کہوں کس سے یا غریب نواز

لحد میں روزِ قیامت میں دین دنیا میں
تمہارے نام کا ہے آسرا غریب نواز

تمہارے در کی گدائی ہے آبرو میری
تمہاری دید مرا مدعا غریب نواز

ضیائے مجلسِ عرفاں نگارِ عالمِ قدس
فضائے گلشنِ انّی انا غریب نواز

کچھ اپنے بیدم خستہ کو بھی عطا کیجیے،
سخی ہے آپ کی سرکار یا غریب نواز

ہفت آسماں ہیں فرشِ نعالِ ابوالعُلا
اللہ رے اوج و جاہ و جلالِ ابوالعُلا

لائی صبا نویدِ وصالِ ابوالعُلا
کیا گل کھلا رہا ہے خیالِ ابوالعُلا

تازہ رہے خیالِ جمالِ ابوالعُلا
پھولا پھلا رہے یہ نہالِ ابوالعُلا

جز یادِ دوست اور کوئی مشغلہ نہیں
دل ہے ازل سے وقفِ خیالِ ابوالعُلا

اب کیوں سیاہ خانہ کہوں نور خانہ کو
روشن ہے دل میں شمعِ جمالِ ابوالعُلا

از ماہ تا بماہی کسی پر چھپا نہیں، آئینہ ہے جہاں پہ حالِ ابوالعلا،

اِس جستجو میں چاک گریباں ہیں سینکڑوں لیکن کھلا نہ پردۂ حالِ ابوالعلا،

کوئی سما سکا نہ سمائے نگاہ میں آنکھوں میں بس رہا ہے جمالِ ابوالعلا،

اسلام و کفر دونوں کو دل سے بھلا چکے بس اب تو ہم ہیں اور خیالِ ابوالعلا،

آئینۂ بہار بنا ہوں تو کیا عجب پیشِ نظر ہے حسن و جمالِ ابوالعلا،

ہر ذرہ خاکِ در کا یہاں رشکِ ماہ ہے تاباں ہے آفتابِ کمالِ ابوالعلا،

یہ عالمِ مثال ہے لیکن کبھی فلک لایا نہ لا سکے گا مثالِ ابوالعلا،

دیکھی نہ ہو تو دیکھ لو شانِ محمدی ملتے ہوئے ہیں سب خط و خالِ ابوالعلا،

اس آستاں پہ آتے ہی سب مل گیا ہمیں کرتے ہیں اب خدا سے سوالِ ابوالعلا،

جب دیکھئے یہاں تر و تازہ ہے نخلِ فیض ہے کیا سدا بہار نہالِ ابوالعلا،

بلبل چمن میں بھول گئی نغمۂ بہار یاد آ گیا جو حسنِ مقالِ ابوالعلا،

ہاں المدد کہ کشتیِ دل ڈوبنے کو ہے زور آزما ہو دستِ کمالِ ابوالعلا،

ہیں آج تک جریدۂ عالم پہ یادگار مقبول و حق پسند خصالِ ابوالعلا،

بیدمؔ اگر ہو چشمِ حقیقت تو ایک ہے
ہو حسنِ وارثی کہ جمالِ ابوالعلا

شمعِ ایوانِ رسالت وارثؒ رونقِ بزمِ ولایت وارثؒ

ہادی و خضرِ طریقت وارثؒ مشعلِ راہِ حقیقت وارثؒ

روضۂ پاک ترا بقعۂ نور فرش پر عرش کی صورت وارثؒ

گوہرِ قلزمِ اسرارِ نہاں نیّرِ برجِ حقیقت وارثؒ

نوبہارِ چمنستانِ رسولؐ
گلبنِ باغِ رسالت وارثؒ

تیغ ابرو کا ادھر بھی اک وار
دل ہے مشتاقِ شہادت وارثؒ

طالبِ دید تڑپ کر مر جائے
ہے یہی شرطِ محبت وارثؒ

دل کو سینے سے لگا رکھا ہے
جان کر تیری امانت وارثؒ

راحتِ جان مجھے دیدار ترا
تیرا کوچہ مری جنت وارثؒ

برقع چہرے سے اٹھا دو للہ
دیکھ لوں چاند سی صورت وارثؒ

جان جاتی رہی بیدم کی مگر
نہ گیا شوقِ زیارت وارثؒ

جان ہے فدائے وارثؒ دل مبتلائے وارثؒ
روزِ ازل سے آنکھیں محوِ لقائے وارثؒ

عالم کی تاجداری سمجھیں کہ آج پا لی
سر دیکھ لیں جو اپنا ہم زیرِ پائے وارثؒ

کس کی مجال جائے اور کون بار پائے
سنتے ہیں لامکاں ہے خلوت سرائے وارثؒ

جب یاد آگئی ہے فرقت میں تیری صورت
بیساختہ زباں سے نکلا کہ ہائے وارثؒ

وہ وہ ہیں جن پہ بیدم مفتوں ہے سارا عالم
تو ہی نہیں انوکھا کچھ مبتلائے وارثؒ

مجھے پا کر ضعیف و ناتواں سب کی بن آئی ہے
دلِ حسرت زدہ پر لشکرِ غم کی چڑھائی ہے

پھنسا ہوں سخت مشکل میں تم مشکل کشائی ہے
علی مرتضیٰ کے لاڈلے وارثؒ دہائی ہے

درِ مقصود سے کوسوں الگ ہوں وائے ناکامی
دعا بھی آجکل گویا مری تیرِ ہوائی ہے

مرے آقا مرے مولا مرے والی مرے وارثؒ
اٹھا دو برقع چہرے سے کہ وقتِ رونمائی ہے

پری ہو حور ہو کوئی ہو آنکھوں میں نہیں کھپتا
تمہاری پیاری صورت جب سے آنکھوں میں سمائی ہے

یہ آخر کس خطا پر آج قتل عام کی ٹھہری
قیامت ڈھائی جاتی ہے کہ خنجر آزمائی ہے

نہ تخت و تاج کی خواہش نہ ملک و مال کی پروا
مری شاہی تو بیدمؔ کوئے وارثؒ کی گدائی ہے

جس کو دیکھا یار تیرا عاشق نادیدہ ہے
مجھ پہ کیا موقوف اک عالم ترا گرویدہ ہے

مبتلا ہو دل تو جانِ ناتواں گرویدہ ہے
دیدۂ دیدار جو تیرے لئے نم دیدہ ہے

اپنی ہستی کی خبر لے مردمِ دیدہ نہ بن
دوسروں کو دیکھتا ہے آپ سے نادیدہ ہے

دل ہی کیا وہ دل کہ جس دل میں نہ ہو الفت تری
وہ بھی کیا دیدہ جو تیری دید سے نادیدہ ہے

بے حجابی یہ کہ ہر ذرّے میں ہے جلوہ گری
پھر حجاب ایسا کہ اپنے آپ سے پوشیدہ ہے

عاشقِ ناکام جلوے میں بھی ہے حرماں نصیب
جس کو دیدہ سمجھا ہے اے دل وہی نادیدہ ہے

منتظر ہے آپ کے جلوے کی نرگس باغ میں
گل گریباں چاک شبنم اک طرف نم دیدہ ہے

روح سے ہر دم یہ رہتا ہے تقاضائے ظہور
اب اُتارو یہ قبائے عنصری بوسیدہ ہے

دیکھ کر مجھکو پشیماں ہنس کے رحمت نے کہا
کونسا وہ جرم ہے بیدمؔ جو نابخشیدہ ہے

دیدۂ دیدار جو ہر حال میں نادیدہ ہے
جس سے پوشیدہ نہیں تم ہم سے وہ پوشیدہ ہے

دیکھتا ہے سب کو لیکن سب سے خود پوشیدہ ہے
شرم سے آنکھوں کے پردے نہیں وہ نور دیدہ ہے

چشمِ نابینا سے پردہ ہے تو کچھ بیجا نہیں،
آنکھ والوں سے بھی وہ جانِ جہاں پوشیدہ ہے

بلبلے تیری بے حجابی واہ رے تیری نقاب
لفظ پوشیدہ میں معنی کی طرح پوشیدہ ہے

جس کو دیکھو ہر گھڑی پامال کرتا ہے مجھے
کیا مری کشتِ تمنا سبزۂ روئیدہ ہے

ذرہ ذرہ ہے ترا آئینۂ حسن و جمال،
تو ہے پوشیدہ نہ اب صورت تری نادیدہ ہے

جب بجز اک ذاتِ مطلق دوسرا پیدا نہیں / کون ہے پھر غیر اور کس سے کوئی پوشیدہ ہے

ہائے وہ کہنا کسی کا بزم میں پھیلا کے ہاتھ / آ گلے مل لیں بس اتنی بات پر رنجیدہ ہے

جستجو ہے اُس کی ہر دم دل ہے جسکی جلوہ گاہ

وہ چھپا ہے ہم سے جو آنکھوں کا نورِ دیدہ ہے

چلا ہوں آج یہ سوغات لیکر اُنکی محفل میں / جلن سینے میں اشک آنکھوں میں خونِ آرزو دلمیں

بہت کی سیرِ عالم اب آؤ اپنی عیشِ منزل میں / نظر پر چڑھ چکے لو اب اُتر آؤ مرے دلمیں

کھچا اور کھچکے خنجر رہ گیا پھر دستِ قاتل میں / دیا قسمت نے دہوکا دل کی حسرت رہ گئی دلمیں

نہ نکلیں ہے تو کیا ارماں نہ نکلیں گے مرے دل کے / تو کیا گھٹ گھٹ کے مرجائیگی میری آرزو دلمیں

دلِ مرحوم کا ماتم کروں یا روؤں اُس دن کو / تمہارے چاہنے کی جب پڑی تھی ابتدا دلمیں

یقیں آتا نہیں جب آپ کو میری محبت کا / تو پھر کہئے کہ دل رکھدوں میں کیونکر آپکے دلمیں

ترے ملنے کی حسرت ہی نہیں اک جان کی دشمن / قیامت ڈہا رہی ہر جو تمنا ہے مرے دلمیں

خیالِ یار کے آتے ہی یہ بیتابیاں کیسی / جو آنا تھا اُسے بنکر قرار آتا مرے دلمیں

شرابِ ناب شیشوں میں عطا کی سب کو ساقی نے / ہمیں بخشا ہے بھر کر خونِ حسرت ساغرِ دلمیں

تمہارے چارہ گر میں تازہ بیمارِ محبت ہوں / خلش کیسی ہے کیوں یہ میٹھا میٹھا درد ہے دلمیں

تصور میں مرے ماہِ عرب تشریف فرما ہیں / خدا کا فضل ہے پھیلی ہوئی ہے چاندنی دلمیں

جدا ہونیکی ٹھہرائی تو میں مرنیکی ٹھانوں گا / مجھے آباد کرنا ہے تو آ بیٹھو مرے دلمیں

ہجومِ آرزو ہے مجمعِ یاس و تمنا ہے / تمہارے جاتے ہی اُترا ہے غم کا قافلہ دلمیں

مرے دل کے دھڑکنے پر تمہیں ناحق تعجب ہے / وہ دل ٹھہرا نہ ٹھہرے آکے تم ٹھہرے جب دلمیں

الٰہی کیا کرے کوئی کہاں تک ضبطِ گریہ ہو / کوئی رہ رہ کے نشتر سے چبھوتا ہے مرے دلمیں

ہزار آبادیوں سے پھر یہ ویرانہ غنیمت ہی
یہیں کا ہو رہا ارمان جو آیا مرے دلمیں

جگر میں چٹکیاں لینے کا جب اُن سے گلہ کیجئے
تو کہتے ہیں کہ ہم کو یاد کوئی کیوں کرے دلمیں

ترے کھچنے سے مجکو خوف ہی میں اُف نہ کر بیٹھوں
نہ رک اے تیغ ناز اب ضبط کی طاقت نہیں دلمیں

مجھے بھی ضد ہی قاتل جان ہی دیکر ٹلونگا میں
قسم ہے تجکو بھی رکھنا نہ کوئی حوصلہ دلمیں

بہلا بیدم اوسے پھر جام جم کی کیا ضرورت ہی
جسے سیر دو عالم ہو رہی ہو کاسۂ دلمیں

ترے تیر نظر آئے تو یوں آئے مرے دلمیں
سمٹ کر جیسے موجیں آتی ہیں آغوش ساحل میں

نہ نکلا پھر جوان کا ناوک ناز آ گیا دل میں
تھکا ماندہ مسافر آکے ٹھہرا عیش منزل میں

وہ پردے ہی میں رہتے اور مجھے دیدار ہو جاتا
اگر ہوتے مری آنکھوں کے پردے اُنکی محمل میں

فلک یہ دہمکیاں اوروں کو دے یاں کون سنتا ہے
میں سر رکھکر ہتیلی پر پڑا ہوں کوئے قاتل میں

وہ خنجر اور مرے دشمن کا سر یہ ہو نہیں سکتا
چلے تو میری گردن پر رہی تو دست قاتل میں

تعلق اسکو کہتے ہیں کہ برسوں ذبح ہونے پر
مہک پھولوں کی آتی ہی رہی خون عنادل میں

شہیدوں میں ہمارے سر رہا سہرا شہادت کا
پہلی ساعت سے ہم داخل ہوئے تھے کوئے قاتل میں

تمہارے عارض تاباں کے آگے کوئی کیا ٹھہرے
ہوئی پانی پگھلکر شمع جب آئی ہے محفل میں

ہر ایک تیر ادا کے ساتھ دل میں آتی جاتی ہی
خدا رکھے مسیحا کی صفت ہے میرے قاتل میں

اثر مجنوں کی بیتابی کا ناقہ پر نہ ہو جائے
کہو لیلیٰ سے اب ہوشیار ہو کر بیٹھے محمل میں

لحد میں یہ کہتے ہی رخصت ہوئے سب حسرت و ارماں
یہ لیجئے قافلہ لٹنے لگا پہلی ہی منزل میں

وہ خنجر تو لئے ہیں اور نزاکت کہتی جاتی ہے
نصیب دشمناں جھٹکا نہ آئے دست قاتل میں

ٹھہر لیں قیس کی آہیں تو پھر ناقہ بڑھے لیلیٰ
کہ اس آندھی میں پردہ رہ نہیں سکتا ہے محمل میں

مجھے آسان نہیں آسان کرنا اپنی دشواری — تمھیں مشکل نہیں کچھ کام آنا میری مشکل میں

ترے دامن پہ ٹہرا گر تا پڑتا اشک کا قطرہ — لیا دم آخر اس غربت زدے نے اپنی منزل میں

مجھے پھونکا تو اے برق جمال یار کیا پھونکا — مزا جب تھا کوئی پردہ نہ رہتا انکی محمل میں

نہ خیرہ ہوں کہانتک انتظار دید میں آنکھیں — رہے خالی ہی کاسہ کبتک آخر دست سائل میں

تغافل کو تمہارے کیا اُسی کا خون کرنا تھا — جو برسوں نازسے پالی گئی تھی آرزو دل میں

عجب نیندیں ہیں بیدم خفتگان خاک کی نیندیں
کہ کروٹ بھی نہیں لیتے یہ اپنی عیش منزل میں

یہ اثر کیا کم ہمارے جذبۂ کامل کا ہے — دیکھ جنبش میں ہر اک پردہ ترے محمل کا ہے

جاں نکلنا سہل ہو اُنکا نکلنا ہے محال — تیرا ہر تیر نظر ارمان میرے دل کا ہے

بار اُٹھا سکتا نہیں اس سے ترے انکار کا — ناتواں حد سے زیادہ دل ترے سائل کا ہے

دیکھئے کیسی بنے مرے دل مشتاق پر — ذرہ ذرہ جان لیوا کوچۂ قاتل کا ہے

پرسش اپنوں کی نہ کچھ اغیار کا پاس و لحاظ — آج کچھ بدلا ہوا نقشہ تری محفل کا ہے

زنگ آلودہ چھری قاتل کی اور میں سخت جاں — آبرو رکھیو الٰہی سامنا مشکل کا ہے

جانشین قیس ہے سرحلقۂ اہل نیاز — کیوں نہ ہو بیدم مرید اک مرشد کامل کا ہے

دل ہی کھو بیٹھے دل لگی کیسی، — تم سے بچھڑے تو زندگی کیسی،

میرے مرتے ہی میری میت پر — پھوٹ کر روئی بیکسی کیسی،

شغل گریہ میں سب بھلا بیٹھے — جانتے ہی نہیں ہنسی کیسی،

اب تو آ ہوش میں دل بیتاب — وصل میں بھی یہ بیخودی کیسی،

نزع میں پوچھتے ہیں وہ بیدم

اب طبیعت ہے آپ کی کیسی

مستزاد

بگڑا ہے کچھ ایسا دلِ مضطر کا قرینا
یا شاہِ مدینہ
مرنا مرا مرنا ہے نہ جینا مرا جینا
یا شاہِ مدینہ
اب وقت مدد ہے مری امداد کو آؤ
غرقی سے بچاؤ
اندھیاری ہے رات اور بھنور میں ہے سفینا
یا شاہِ مدینہ
اب ہند میں مٹی مری برباد ہے مولا
بلوائیے طیبا
سب راحت و آرام مرا چرخ نے چھینا
یا شاہِ مدینہ
حسنینؓ کا صدقہ مجھے اک جام پلا دو
منصور بنا دو
میخانہ سلامت رہے اور ساغر و مینا
یا شاہِ مدینہ
آخر در پرا قدس سے رہے دور یہ کبتک
مہجور یہ کبتک
بیدم ہے تیرا ایک بندۂ ناچیز کمینا
یا شاہِ مدینہ

پیمانِ وفاداری میزانِ محبت ہے
تم دل جسے سمجھے ہو دوکانِ محبت ہے
بس دردِ محبت ہی درمانِ محبت ہے
یہ جانِ محبت ہے جانانِ محبت ہے
تنہائیِ غربت سے ہمت میں نہ فرق آئے
مایوسی و محرومی سامانِ محبت ہے
گو خاک کیا لیکن رکھا اُسی کوچے میں
اتنا تو مرے سر پر احسانِ محبت ہے
اُٹھ دردِ جگر اُٹھکر سامان تو اضع کر
مہمان مرے دل میں پیکانِ محبت ہے
منصور ہو یا مجنوں سرمد ہو کہ شبلی ہوں
ایک ایک گدا تیرا سلطانِ محبت ہے

ابروئے صنم اے دل محراب عبادت ہے
اور مصحفِ رُخ اُس کا قرآنِ محبت ہے

آغوشِ تصور سے تم جا ہی نہیں سکتے
جبتک مرے ہاتھوں میں دامانِ محبت ہے

تاحشر تجھے اے دل اللہ رکھے قائم
اک تو ہے کہ جو مردِ میدانِ محبت ہے

سنتے ہیں کہ بجھتی ہے اشکوں سے لگی دل کی
یہ گریۂ محرومی بارانِ محبت ہے

جب اُن کے تغافل کی کچھ اُن سے شکایت کی
فرمایا کہ ہاں یہ بھی اِک شانِ محبت ہے

مدت ہوئی اے زاہد بیعت کئے ساقی سے
اور بادہ پرستوں سے پیمانِ محبت ہے

گر ہونا ہے کچھ اے دل خاکِ رہِ جاناں ہو
سنتے ہیں کہ ایسا ہی فرمانِ محبت ہے

بے مانگے تپِ غم دی اور دردِ جگر بخشا
بیمارِ محبت پر احسانِ محبت ہے

گہ صورتِ مجنوں میں گہ کشورِ لیلیٰ میں
جب دیکھو نئی ہر دم اک شانِ محبت ہے

پھر فکرِ معیشت کیا اور ذکرِ فراغت کیا
جب بے سروسامانی سامانِ محبت ہے

جب آنکھوں سے لوگوں کی بربادیاں دیکھی ہیں
پھر کیوں دلِ وحشی کو ارمانِ محبت ہے

ارمان ہیں قید اس میں محبوس تمنائیں
اب خانۂ دل اپنا زندانِ محبت ہے

مجبوری و محرومی مایوسی و مغمومی
مجموعہ ان اجزا کا دیوانِ محبت ہے

صد شکر کہ دل آیا آیا بھی تو پھر کس پر
جو خسروِ خوباں ہیں خاقانِ محبت ہے

اِک تم ہو کہ جب دیکھو مغموم و پشیماں ہو
اِک وہ ہیں جنھیں بیدم ارمانِ محبت ہے

حجت ہے وفاداری برہانِ محبت ہے
ہم حسن پرستوں کا ایمانِ محبت ہے

مغمومی ہے مسروری غربت ہے وطن اپنا
مجھ بے سروساماں کا سامانِ محبت ہے

کافر کہو یا مومن بندہ ہوں محبت کا
ایمان کی پوچھو تو ایمانِ محبت ہے

یہ کیا ہوا دل دیکر دشوار ہوا جینا — ہم تو یہ سمجھتے تھے آسانِ محبت ہے

بیدمؔ میری ہستی کیا اور میری حقیقت کیا
میں قالب بیجان ہوں اور جان محبت ہے

اگر محشر کی ٹھہری ہے تو محشر ہی بپا ہوتا — مگر اس شرط پر گر وعدۂ فردا وفا ہوتا
جو ان کو اپنی یکتائی کا جلوہ دیکھنا ہوتا — تو ہر ذرہ کے رُخ پر غازۂ اِنّی اَنا ہوتا
مزا تھا جانکنی میں بھی جو یہ نقشہ کھچا ہوتا — وہ مجھ کو دیکھتے ہوتے میں اُن کو دیکھتا ہوتا
بنُی کی تیغ ابرو سے جو میں زخمی ہوا ہوتا — تو ہر زخم جگر نقشِ حصولِ مدعا ہوتا
اگر انسان کو انسان کا سجدہ روا ہوتا — تو وقفِ جبہ سائی نقشِ پائے مصطفےٰ ہوتا
میں پیچھے پیچھے ہوتا آگے آگے مصطفےٰ ہوتے — قیامت میں اگر جانا مرا پیش خدا ہوتا
یہ مشتِ خاک گر میری مدینے تک پہونچ جاتی — بڑا احسان تیرا مجھ پہ اے بادِ صبا ہوتا
اگر عریانی ہی محشر کی قسمت میں لکھی ہوتی — تو میرے ہاتھ میں کیوں دامنِ آلِ عبا ہوتا
مرا کعبہ مرا قبلہ مرا مسکن مرا مدفن، — جو ارِ مصطفےٰ ہوتا دیارِ مصطفےٰ ہوتا
ردائے احدیت بٹتی تو احمد کی قبا ہوتی — اگر سجدہ روا ہوتا تو پیش مصطفےٰ ہوتا
مجھے کچھ آرزو ہوتی تو تیری آرزو ہوتی — کسی کا آسرا ہوتا تو تیرا آسرا ہوتا
مقدر میں تھی رسوائی تو تیرے عشق میں ہوتی — جو مجھکو خاک ہونا تھا تو تیری خاک پا ہوتا
مدینہ چھوڑ کر جنت کو پھر میری بلا جاتی — جو قسمت سے مرا بستر ترے در پر لگا ہوتا
جدا دریا سے رہ کر قطرۂ ناچیز کہلاتا — جو دریا تک پہنچ جاتا تو پھر قطرہ رہا ہوتا

مرا ہونا نہ ہونا بھی کوئی ہونا نہ ہونا ہے
ہوا تو کیا ہوا بیدمؔ نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

نقاب رخ الٹ کر تو جو خنجر آزما ہوتا
تو پھر کوچہ ترا کوچہ نہ ہوتا کربلا ہوتا

میں اپنے دیکھنے والے کو خود بھی دیکھتا ہوتا
جو ایسا دیکھنا ہوتا تو ہاں پھر دیکھنا ہوتا

نہ ہم تجھ سے جدا ہوتے نہ تو ہم سے جدا ہوتا
ہمارے دن بھلے ہوتے تو کیا ایسا ہوا ہوتا

وہ مجھکو دیکھتے ہوتے میں اُن کو دیکھتا ہوتا
تماشا میری حیرت کا عجب حیرت نما ہوتا

تمناؤں کا جھرمٹ حسرتوں کا جمگھٹا ہوتا
شہیدِ ناز کی تربت پہ اک میلا لگا ہوتا

بجائے میرے تم مجھ پر فدا ہوتے تو کیا ہوتا
اگر ایسا ہوا ہوتا تو پھر کیسا ہوا ہوتا

تمھاری طرح کیا سارے حسیں جلاد ہوتے ہیں
جو یہ ہوتا تو کیوں کوئی کسی کا مبتلا ہوتا

مرے آگے عدو بھی مدعی ہے جاں نثاری کا
جو تم خنجر بکف آتے تو اس کا فیصلا ہوتا

حسینوں ہی کے ہاتھوں سے ہماری موت آنی تھی
نہ ہوتے تم تو کوئی جان لیوا دوسرا ہوتا

قضا مقتل میں لاتی گوندھکر سہرا شہادت کا
عروسِ تیغ کے ہاتھوں سے میں دولہا بنا ہوتا

ذرا تو دیکھتے حُسن و جمالِ یار کے جلوے
بھلا کچھ دیر تو نظّارہ لے موسیٰ کیا ہوتا

اسیرانِ قفس پر بھی نگاہِ لطف ہو جاتی
کبھی اس سمت بھی پھیرا نسیم جانفزا ہوتا

اگر اے ہم نشیں قسمت ہی اپنی راہ پر ہوتی
تو پھر وہ مدعی کیوں میرے دل کا مدعا ہوتا

مریضِ عشق کا مرنا ہی بہتر تھا جدائی میں
اگر اچھا ہوا ہوتا تو کیا اچھا ہوا ہوتا

حسیں ہو کر ستم پیشہ ہوا تو کیا ہوا کوئی
جو ہونا تھا تو آزردہ دلوں کا آسرا ہوتا

محبت کے مزے آتے اگر وہ میرے ہو جاتے
وہ میری پوچھتے مجھ سے تو پھر کیا پوچھنا ہوتا

ہجومِ یاس میں ارمان نکلیں کسطرح دل سے
اگر یہ بھیڑ چھٹ جاتی تو ہاں کچھ راستا ہوتا

یہ آتے ہی چلا تیرِ نظر کیوں میرے پہلو سے
جو آیا تھا تو کچھ دل میں ٹھہر کر دم لیا ہوتا

شبِ وعدہ جو اُس کے بس میں ہوتا صبح کا ہونا
تو اُس نے شام ہوتے ہی سویرا کر دیا ہوتا

یہ حُسنِ دل نشیں یہ ناز یہ اندازِ محبوبی،
سبھی کچھ تھا جو تو پابندِ آئینِ وفا ہوتا
سنبھالو ہوش اپنے خیر گذری حضرتِ موسیٰ
کہیں چلمن سرک جاتی تو پھر کیسا ہوا ہوتا
سیہ مستِ ازل ہیں ہم بلا کے پینے والے ہیں
ہمارا ایک دو ساغر میں ساقی کیا بھلا ہوتا

اگر مقصد نہ ہوتا عشق میں کوئی مرے دل کا
تو پھر بیدمؔ اثر خود نازبردارِ دعا ہوتا

غزل فرمایشی

دیکھا اُسی کو اُس دل آشفتہ حال میں،
جو آئے وہم میں نہ سمائے خیال میں،
اب پھروں اپنے آپ کو پاتا نہیں ہوں میں
کچھ ایسا گم ہوا ہوں کسی کے خیال میں،
کہہ کہہ کے اپنے ابروئے خمدار کی مثال
تم اور چار چاند لگا دو ہلال میں،
رُلوا رہی ہے ان کو مری مرگِ ناگہاں
ڈوبا ہوا ہوں میں عرقِ انفعال میں،
دیر و حرم بھی چھوڑ دو ایسی ہی شرم ہی
چھپ جاؤ آکے پردۂ چشمِ خیال میں،
یکساں رہا بہار و خزاں میں ہمارا حال
کمبل میں جیسے تھے رہے ویسے ہی شال میں،

بیدمؔ تم آفتابِ وفا ہو خدا گواہ
ناقص ہے جس کو شک ہو تمہارے کمال میں

مریضِ غم کو کسی طرح سے شفا دینا
دوا نہیں نہ سہی زہر ہی پلا دینا
دوآتشہ مرے ساقی مجھے پلا دینا
جلا کے دل مرے دل کی لگی بڑھا دینا
جو وقتِ قتل مرے توق میں کمی دیکھو،
تو مسکرا کے ذرا حوصلہ بڑھا دینا
پیامبر میرے دردِ فراق کی حالت
سُنے سُنے نہ سُنے وہ مگر سنا دینا
تم ایک بار مری مان لو پھر اُس کے بعد
جو کچھ کہوں تو زباں کو قلم کرا دینا

تمہارے ہوتے طبیبوں کا کون لے احساں | تمھیں نے درد دیا ہے تمھیں دوا دینا
سبق پڑھا ہے یہی مکتب محبت میں | کسی کی یاد رہے اور سب بھلا دینا
پس فنا کسی پردہ نشیں کی آمد ہے | ہماری شمع لحد کو صبا بجھا دینا
یہی ہے کام ازل سے ترے تلون کا | بنا بنا کے نئی صورتیں مٹا دینا

شب فراق کسی کے خیال کا ہمدم
جگر میں چٹکیاں لے لے کے گدگدا دینا

جستجو کرتے ہی کرتے کھو گیا | اُن کو جب پایا تو خود گم ہو گیا
کیا خبر یارانِ رفتہ کی ملے | پھر نہ آیا اُس گلی میں جو گیا
جب اُٹھایا اُس نے اپنی بزم سے | بخت جاگے پاؤں میرا سو گیا
مجکو ہے کھوئے ہوئے دل کی تلاش | اور وہ کہتے ہیں کہ جانے دو گیا
خیر ہے کیوں اس قدر بیتاب ہیں | حضرت دل آپ کو کیا ہو گیا
وہ مری بالیں سے اُٹھ کر پھر گئے | جاگ کر میرا مقدر سو گیا

آج پھر بیمار کی حالت غیر ہے
سے کشو لینا ذرا دیکھو گیا

دیدۂ نرگس سے پوچھا کوئی حیرانی مری | کہہ رہے ہیں گیسوئے جاناں پریشانی مری
گنج مرقد ہی سہی گر گوشۂ خاطر نہیں | کر دے آباد اب کہیں اے خانہ ویرانی مری
ہم نشیں دردِ جدائی سے خدا آگاہ ہے | کیا سمجھ سکتا ہے تو تکلیف روحانی مری
یا الٰہی کیا بلا ہے اُن کی زلفوں کا خیال | کم نہیں ہوتی کسی صورت پریشانی مری
یاں ہر آزادی میں مضمر ہیں عمری پابندیاں | وا کہ پردوں کا ہے پردہ ایک عریانی مری

ہم کو دل بے آزمائے کیوں دیا کہتے ہیں وہ
اب بجز اُسکے کہوں میں کیا کہ نادانی مری

بہہ کے اشکوں سے مرا اعمال نامہ دھو دیا
کام آئی حشر میں بیدمؔ پشیمانی مری

آنکھوں نے راز کھولے بہکی زباں ہماری
لے ڈوبیں ہم کو آخر بیتابیاں ہماری

محفل میں دیکھکر چپ وہ چپ نہ ہم کو سمجھیں
خلوت میں چلکے دیکھیں بے باکیاں ہماری

کیا خاک کج ادائی کی ہو وہاں شکایت
جب سیدھی باتیں ٹھہریں گستاخیاں ہماری

ملنے ہی نہ دیں نہ مرنے جینے کا ذکر کیا ہے
کیا پوچھتے ہو ہم سے مجبوریاں ہماری

مرمٹنے پر بھی بیدمؔ پامال غم رہے ہم
شاید نہ ختم ہوں گی بربادیاں ہماری

مل گئے جب تو فرق ہی کیا تھا
دریا قطرہ تھا قطرہ دریا تھا

ہوش میں آگئے جناب کلیم
پوچھ لو ایک جلوہ کیسا تھا

حالِ منصور و دار کیا کہئے
حد سے بڑھنے کا یہ نتیجا تھا

آپ جو چاہیں مجکو کہلا دیں
ورنہ دشمن کا حوصلہ کیا تھا

کون مجھ مست کا تھا روزِ الست
ایک ساقی ترا بھروسا تھا

خوب کھُل کر لہو پیا میرا
خنجرِ ناز کب سے پیاسا تھا

وہ ہی بیدمؔ تھا آپ پہچانے
جیکا بیٹھا جو منھ کو تکتا تھا

کچھ خیر تو ہے آپ کدھر دیکھ رہے ہیں
دشمن ہے اُدھر آپ اِدھر دیکھ رہے ہیں

وہ تکتے ہیں اغیار کو اور اُنکی طرف ہم
دیکھا نہیں جاتا ہے مگر دیکھ رہے ہیں

سچ ہے کہ بُرے وقت نہیں کوئی کسی کا
آتے ہیں ستانے وہ عیادت کے بہانے

لب خشک ہیں اور دیدۂ تر دیکھ رہی ہیں
نشتر سے مرے زخم جگر دیکھ رہی ہیں

جب تیچھلے پہر آنے کا وعدہ ہے تو بیدم
کیوں شام سے ہم جانب در دیکھ رہے ہیں

حسرت دل بھی نکل آئی ترے تیر کے ساتھ
دل کی کچھ بھی نہ چلی زلف گرہ گیر کے ساتھ

کیسی وابستہ دعا تھی مری تاثیر کے ساتھ
جکڑے ہوں ہاتھ تو کیا زور ہو زنجیر کے ساتھ

اُس سیہ بخت کی راتوں کو کوئی کیا پوچھے
روز جو صبح کرے نالۂ شبگیر کے ساتھ

میرے ستتے ہی مرے دل پہ مصیبت آئی
اُس کی تقدیر بھی پھوٹی مری تقدیر کے ساتھ

طیش دل کی حقیقت تو انھیں لکھتا ہوں
ڈر ہے جل جائے نہ نامہ کہیں تحریر کے ساتھ

خانہ آبادئ دل کی نہ پڑی حیف بنا
مر مٹا میں بھی اسی حسرت تعمیر کے ساتھ

جب نہ تب خانۂ دل ہی میں جگہ دیتا ہوں
مجھکو کس درجہ محبت ہے ترے تیر کے ساتھ

ہوگا جو چاہے گا تو، تو نے جو چاہا سو ہوا
تیری مرضی ہے ید کاتب تقدیر کے ساتھ

وصل میں اُن کی اداؤں نے مری جان ہی لی
آہ آیا جو نظر خواب تو تعبیر کے ساتھ

مرتے مرتے بھی گلے ہی سے لگائے رکھا
کیسی الفت تھی مجھے آپ کی شمشیر کے ساتھ

یوں بھی بسمل کا آخر نہ ہوا شل و نظیر
ناز کچھ کچھ نہ سکا یار کا تصویر کے ساتھ

پڑ گئی جنبش ابرو میں نظر بھی ہم پر
وار قاتل نے کیا تیر کا شمشیر کے ساتھ

بے سبب میرے ستانے پہ تلا رہتا ہے
ضد ہے بیدم اُسے مجھ عاشق دلگیر کے ساتھ

جام کی صورت پہ چلے اور چل کے محفل میں رہے
واہ کیا چلنا چلے پہلی ہی منزل میں رہے

اتنی دوری بھی تو عاشق کو ہے بعد المشرقین
سار باں مجنوں ہو لیلیٰ اپنے محمل میں رہے

سینے میں چبھ کر نہ نکلے پھر کسی کے تیرِ ناز
آرزو بن کر مرے دل کی مرے دل میں رہے

اے مصور کھینچنا تصویرِ مقتل اس طرح
سر بکف میں اور خنجر دستِ قاتل میں رہے

منہ سے کچھ کہیے گا تو سُن لیجیے گا صاف صاف
غیر کو جو کچھ سمجھ رکھا ہے بس دل میں رہے

انتظارِ دید میں کبتک نہ پھوٹے چشمِ شوق
خالی کاسہ کبتک آخر دستِ سائل میں رہے

یار کی نازک مزاجی نے نہ دم لینے دیا،
وصل کی شب بھی تو بیدم سخت مشکل میں رہا

اتنا تو اثر آج دکھائیں مرے نالے
خود آئیں منانے کو مرے روٹھنے والے

رکتے ہی نہیں ساقی کی مست آنکھوں کے پیالے
ممکن ہی نہیں آج کوئی ہوش میں آئے

ملتے ہی نظر جان کے پڑ جائیں گے لالے
اب دیکھیں تو کس طرح کوئی دل کو بچالے

وہ تیرِ نظر آیا چلے غمزوں کے بھالے،
اب جان بچائے کہ کوئی دل کو سنبھالے

آئے بھی تو کب آئے ہوا رشکِ مسیحا
جب لینے لگا آپ کا بیمار سنبھالے

جس طرح مجھے روز نکلواتے ہو گھر سے،
یوں ہی کبھی ارمان مرے دل کے نکالے

اب تم سے علاجِ دلِ مجروح نہ ہو گا،
کر دو مجھے عیسیٰ مرے قاتل کے حوالے

وہ کہتے ہیں دم نکلنے پر اُف منہ سے نہ نکلے
بیتابی یہ کہتی ہے کیے جائیے نالے

ہاں وحشتِ دل پھر میں بیاباں کو چلوں گا
اچھے بھی تو ہو جائیں مرے تلووں کے چھالے

وہ آنکھیں ہیں جن آنکھوں میں ہو حسرتِ دیدار
وہ دل ہے جو دل دردِ محبت کا مزا لے

ظالم کہیں تلووں سے نہ ملنا مرے دل کو
ارمان اسی میں ہیں مرے نازوں کے پالے

یہ خار نہیں پھول ہیں صحرائے طلب میں،
جن لے انھیں آنکھوں سے کلیجے سے لگا لے

ہر وقت کی بیداد تو اچھی نہیں ہوتی
اک بار مجھے جتنا ستانا ہو ستا لے

اک حضرت وارثؒ کے سوا دونوں جہاں میں
ہے کون جو بگڑی ہوئی بیدم کی بنا لے

اللہ رے فیض ایک جہاں مستفید ہے
ہر مست میرے پیر مغاں کا مرید ہے

واعظ عبث یہ ذکر عذاب شدید ہے
اک تو یہ قفل رحمت حق کی کلید ہے

وحشت نے ہم کو جامۂ خسا کی پہنا دیا
اے عقل اب یہ کاہے کی قطع و برید ہے

اے رہروانِ جادۂ الفت بڑھے چلو
یہ کس نے کہہ دیا ہے کہ منزل بعید ہے

کوثر سے کیوں نہ تیز بتاؤں شراب عشق
میخانۂ ازل کی یہ پہلی کشید ہے

کیونکر نہ قرب حق کی طرف دل مرا کھنچے
گردن اسیر حلقۂ حبل الورید ہے

اب جام جم کی مجھکو ضرورت نہیں رہی
وہ دل ملا ہے جس میں دو عالم کی دید ہے

واللیل ہے کہ زلف معنبر حضور کی
یہ روئے پاک ہے کہ کلام مجید ہے

ہلکی سی اک خراش ہے قاصد کے حلق پر
یہ خط جواب خط ہے کہ خط کی رسید ہے

خنجر بکف وہ کہتے ہیں اب آئے سامنے
کس کو خیال وصل ہے ارمان دید ہے

مجھ خستہ دل کی عید کا کیا پوچھنا حضور
جن کے گلے سے آپ ملے اُن کی عید ہے

تو دیکھے اور بندے پہ تیرے عذاب ہو
یا رب یہ تیری شان کرم سے بعید ہے

شیشے کا معتقد ہے ارادت ہے جام سے
اک پیر مے فروش کا بیدم مرید ہے

کعبے کو کون جائے کہ منزل بعید ہے
دل ہی مرا حریم جہان آفرید ہے

اک میں ہی کیا بتوں کا زمانہ شہید ہے
جو بندۂ خدا ہے اُنھیں کا مرید ہے

قربت کا مژدہ آیۂ حبل الورید ہے
اب اُس سے دور میں نہ وہ مجھ سے بعید ہے

دل جلوہ گاہِ حسن ازل آفرید ہے
دل کعبۂ جلیل ہے عرشِ مجید ہے

لا یُبصر کہیں کہیں حبل الورید ہے
قربت ہے دل سے اور نظر سے بعید ہے

ہر وقت اُن کے مصحفِ عارض کی دید ہے
ہر لحظہ اب تو ورد کلام مجید ہے

کیسی رسید اور کہاں کا جواب خط
قاصد بھی زندہ آئے یہ کس کو اُمید ہے

ممکن ہے اسکے بعد کُھل کھیلیں وصل میں،
اقرار وصل قفل حیا کی کلید ہے

سنتے ہیں آئیں گے وہ لب بام شام کو
یہ چاند دیکھ لیں گے تو کل صبح عید ہے

پوچھا تو یہ دیا دل گم گشتہ کا پتہ
دل نام ایک غلام مرا زر خرید ہے

ماتم ہے اپنے دل کا نصیبوں کو روتے ہیں
ابکے برس لباس محرم میں عید ہے

واپس کیا ہتھیلیاں قاصد کی داغ کر،
اور کہدیا کہ بس یہی خط کی رسید ہے

بھیجے ہیں خط کے پرزے سر نامہ بر کے ساتھ
وہ ہے جواب خط تو یہ خط کی رسید ہے

ملنا ترا عدو سے ہو یا میری خودکشی،
وہ تجھسے دور ہے نہ یہ مجھسے بعید ہے

مشاطگی زلف و رخ یار ہے نصیب
ہر شب ہے شب برات تو ہر روز عید ہے

جس رات تم کو خواب میں دیکھا ہے شب برات
جس روز تم گلے سے ملے اپنی عید ہے

بہزاد اُن کا خاک سراپا بنائے گا،
معدوم ہے کمر تو وہیں ناپدید ہے

افسردہ خاطری سے سراپا ہوں شکل یاس
اب تو امید وصل نہ ارمان دید ہے

جو کچھ کہا حضور نے سب میں نے سُن لیا
لیکن کرینگے ایسا یہ کس کو امید ہے

غیروں کے آگے پوچھتے ہو وجہ اضطراب
کُھل کر کہوں کہ درد جگر میں شدید ہے

سکتے میں ہے یہ حسن خداداد دیکھکر
آئینہ ان کا میری طرح محوِ دید ہے

ہر حیلہ ساز شبلی و منصور بن گیا
کوئی جنید عصر کوئی بایزید ہے

اک ناز کی ہی پر نہیں جاتی ہو اُنکی جان
بیدمؔ تو ہر ادا کا تمہاری شہید ہے

کیا گلہ اس کا میرا دل گیا
مل گئے تم مجھ کو سب کچھ مل گیا

جس کو آنکھیں ڈھونڈتی تھیں پا گئیں
دل کو جس کی جستجو تھی مل گیا

اُس گل رعنا نے ہنس کر بات کی
غنچۂ خاطر ہمارا کھل گیا

چھوڑ کر تو اس کو غیروں سے ملا
خاک میں جو تیری خاطر مل گیا

بن گئی ہر موج اک موج سراب
تشنہ لب جب میں لب ساحل گیا

عرض حال چاک دل کیونکر کروں
سامنے اُن کے گیا منہ سل گیا

غیر ہی کیا بیرخی سے آپ کی
آج بیدمؔ بھی بہت بیدل گیا

ان بن رہے گی کبتک ٹھنی رہے گی
یہ تیغ ناز و غمزہ کب تک تنی رہے گی

موقوف ہے تمہارے دیدار ہی پہ مرنا
جبتک نہ دیکھ لوں گا یہ جانکنی رہے گی

شرم و حیا کہاں تک پردہ کئے رہیں گے
یہ چادر حجابی کبتک تنی رہے گی

تسکیں دئے ہوئے ہے ظالم ترا تلوّن
جب دوستی نہ ٹھہری کیا دشمنی رہے گی

بن کر ترا بگڑنا بیدمؔ نہیں انوکھا
کس کی بنی رہی ہے کسکی بنی رہے گی

کر گئی کام کچھ خبر نہ ہوئی
برق ٹھہری تری نظر نہ ہوئی

چارۂ سازِ دل و جگر نہ ہوئی
کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

شب غم بے ترے بسر نہ ہوئی
نہ ہوئی ہائے پھر سحر نہ ہوئی

اس تغافل کے صدقے ہو جاؤں
مر مٹا میں اُنھیں خبر نہ ہوئی

جان بھی دل کے ساتھ ہی جاتی
خیر گذری تری نظر نہ ہوئی

نہ ہوئی صبح شام ہجران کی
یوں تو ہونے کو کب سحر نہ ہوئی

آنسوؤں سے بجھے کہاں تک پیاس
ہوئی دریا یہ چشم تر نہ ہوئی

وہ سمائے کچھ اس طرح مجھ میں
کہ دل و دیدہ کو خبر نہ ہوئی

چٹکیوں سے مسل کے پھینک دیئے
تم کو قدر یہ دل جگر نہ ہوئی

ترے ہاتھوں سے ہجر میں اے چرخ
کبھی اک طرح پر بسر نہ ہوئی

داستانِ فراق بیدمؔ کی
مختصر سی بھی مختصر نہ ہوئی

جب ایسی ہی تمھاری بے اعتنائیاں ہیں
پھر تو بھلائیاں بھی میری برائیاں ہیں

لیلیٰ کو کون جانے وہ قیس ہو تو مانے
یاں اپنے آپ سے بھی نا آشنائیاں ہیں

وہ تولتے ہیں خنجر ہم اُس پہ مر رہے ہیں،
جھٹکے سے مڑ نہ جائیں نازک کلائیاں ہیں

جب نکلی میرے دل سے میرا ہی گھر جلایا
اے آہ کس غضب کی یہ نارسائیاں ہیں

میرے ہی خط کے پرزے لایا ہے ساتھ بیدمؔ
اور نامہ بر کے منہ پر اُڑتی ہوائیاں ہیں

پوچھ اے شیخ کسی مرد خوش اوقات کی رات
چھوڑ دے مجھ پہ ہی مجھ رند خرابات کی رات

دن نکل آتا ہے جب رُخ سے نقاب اُٹھتی ہے
یہ شب وصل ہے یا سحر و طلسمات کی رات

جب میسر ہوئی منہ تاکتے ہی رہتے کٹی،
عرض حالات کی اظہار خیالات کی رات

گفتگو مطلب دل کی جو چھڑی خلوت میں،
چپ ہوئے ایسے کہ تا صبح کچھ بات کی رات

تیر ہوتی ہی نہیں کاٹے سے کٹتی ہی نہیں
حشر کا دن ہے کہ اُمید ملاقات کی رات

کعبے والوں کے کھلے راز حقیقت آخر
ہم نے بت خانوں میں جا جا کے ملاقات کی رات

کیوں اُنھیں ماہِ شبینہ سے میں تشبیہ نہ دوں
کہ جب آتے ہیں تو رہتے ہیں فقط رات کی رات

بعد مدت کے گھٹا چھائی ہے میخانہ پر
ساقیا دے کوئی ساغر کہ ہے خیرات کی رات

جوشِ گریہ سے ہیں آنکھیں مری ساون بھادوں
روز روشن بھی ہے بیدمؔ مجھے برسات کی رات

پہلے شرما کے مار ڈالا
پھر سامنے آ کے مار ڈالا

ساقی نہ پلائی تو نے آخر
ترسا ترسا کے مار ڈالا

عیسےٰ تھے تو مرنے ہی نہ دیتے
تم نے تو جلا کے مار ڈالا

بیمارِ الم کو تو نے ناصح،
سمجھا سمجھا کے مار ڈالا

خنجر کیسا فقط ادا سے
تڑپا تڑپا کے مار ڈالا

یادِ گیسو نے ہجر کی شب
اولجھا اولجھا کے مار ڈالا

فرقت میں ترے غم و الم نے
تنہا مجھے پا کے مار ڈالا

خنجر نہ ملا تو اُس نے بیدمؔ
آنکھیں دکھلا کے مار ڈالا

دمِ آخر بھی وہ تسکین دئے جاتے ہیں
مرنے والوں پہ یہ احسان کئے جاتے ہیں

آنکھ میں سرمہ کا دنبالہ دئے جاتے ہیں،
قیدِ آہوئے رمیدہ کو کئے جاتے ہیں

مرتے مرتے بھی ترا نام لئے جاتے ہیں،
مرنے والے ترے اپنی سی کئے جاتے ہیں

ہر گھڑی میرے ستانے پہ تلے رہتے ہیں،
روز تازہ ستم ایجاد کئے جاتے ہیں

عیسےٰ قم کہنے کی تکلیف گوارا نہ کریں
اُن کے مارے ہوئے کیا اُن سے جئے جاتے ہیں

یادِ ایامِ گذشتہ شبِ غم حسرت و یاس
یہی دو چار مرا ساتھ دئے جاتے ہیں

آبرو کا انھیں کچھ پاس نہ عزت کا خیال
حضرتِ دل وہیں پھر ہم کو لئے جاتے ہیں

ہجر میں کب ہے گوارا ہمیں جینا لیکن — زیست سے تنگ ہیں مجبور جئے جاتے ہیں

مرحمت ہوتے ہیں اغیار کے جھوٹے ساغر — مے نہیں خون کے ہم گھونٹ پئے جاتے ہیں

طوق و زنجیر سے کچھ کم نہ ہوا جوشِ جنوں — حضرتِ دل ابھی وحشت کی لئے جاتے ہیں

یوں بھی آزاد نہ ہوں گے تری الفت کے اسیر — بند بے فائدہ زنداں میں کئے جاتے ہیں

سچ ہے پابوسئ وارثؒ کی بدولت بیدمؔ — جس جگہ جاتے ہیں آنکھوں پہ لئے جاتے ہیں

آنکھ ملتے ہی دل مرا نہ رہا — اور رہا بھی تو کام کا نہ رہا

جب سے دشمن کو منھ لگایا ہے — اُن کی باتوں میں وہ مزا نہ رہا

سُن کے موسیٰؑ سے طور کی حالت — اُن سے ملنے کا حوصلہ نہ رہا

تم وفاؤں کو میری مان گئے — اب مجھے شکوۂ جفا نہ رہا

بزمِ دشمن میں پھیر لیں آنکھیں — طور اب وہ نگاہ کا نہ رہا

تم سلامت رہو رقیب رہیں
ایک بیدمؔ رہا رہا نہ رہا

پاسِ ادب مجھے اُنھیں شرم و حیا نہ ہو — نظارہ گاہ میں اثرِ ماسوا نہ ہو

مانا مری قبول نہیں ہے دعا نہ ہو — اتنا ہی ہو کہ اُس پہ اثر غیر کا نہ ہو

کیوں کر کہوں کہ پاس اُنھیں غیر کا نہ ہو — جو غصّے میں بھی کہتے ہیں تیرا برا نہ ہو

اس پردے میں تو کتنے گریبان چاک ہیں — وہ بے حجاب ہوں تو خدا جانے کیا نہ ہو

تکیے میں کیا رکھا ہے خطِ غیر کی طرح — دیکھوں تو میں نوشتۂ قسمت مرا نہ ہو

مل کر گلے وہ کرتے ہیں خنجر کیطرح کاٹ — اس پر بھی کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے جدا نہ ہو

موسیٰ کا حال دیکھ کے دل کانپنے لگا — اب تو دعا ہے اُن سے مرا سامنا نہ ہو

وہ بار بار میرا لپٹنا شبِ وصال	اُن کا جھجک کے کہنا کوئی دیکھتا نہ ہو
بیدم کی زندگی ہو اسی چھیڑ چھاڑ میں	ترکِ وفا کی طرح سے ترکِ جفا نہ ہو

سنکر تری لے پیرِ مغاں ہمت عالی — ہوتا ہوں سوالی

چلتی ہے ہوا سرد گھٹا چھائی ہی کالی — دے بھر کے پیالی

لے کاسۂ دل دیر سے حاضر ہوں میں در پر — اے ساقیٔ کوثر

سنتا ہوں کریموں سے جو کرتا ہے سوالی — پھرتا نہیں خالی

ذروں میں ہے خورشید نہاں قطروں میں دریا — اور بندوں میں مولا

ہر شکل میں ہے پیشِ نظر شانِ جمالی — تنویر جلالی

میرے بھی سیہ خانے میں کر دے کبھی پھیرا — ہی سخت اندھیرا

پھیلی ہے ترے حسن کی عالم میں اُجالی — اے شمع جمالی

جی بھر کے جھروکوں سے اُنھیں دیکھینگے بیدم — پہونچیں تو وہاں ہم

ہے عین کرم روضۂ سرکار کی جالی — آئیں گے نہ خالی

ذرا سی پیالی میں کر دے زیادہ	سلامت رہے تیرا مینا و بادہ
کہاں لے چلی وحشت اُن کی گلی سے	یہ بیٹھے بٹھائے کہاں کا ارادہ
نہ کیوں قبر میں پاؤں پھیلا کے سوؤں	کہ آرام ہے یاں گھر سے زیادہ
مبارک مبارک بہار آئی ساقی	اُٹھے بزمِ رنداں پہ چلے دور بادہ
محبت ہی مذہب محبت ہی مشرب	یہی خاندان اور یہی خانوادہ
اُنھیں کی طرف سب چلے جا رہے ہیں	کوئی شہسوار اور کوئی پاپیادہ
تجھے ایک دو دن کا رونا ہی بیدم	ارے زندگی ہی گذر جائے سادہ

یہ قطرہ آج جو قطرہ ہے کل دریا میں شامل تھا
یہ ذرہ آج ذرہ ہے کبھی تو ماہ کامل تھا

غبارِ راہ جب اُٹھکر چلا وحشت پکار اُٹھی
کہ اے مجنوں اِسکی آڑ میں لیلیٰ کا محمل تھا

ترے آتے ہی اے گل باغ میں تازہ بہار آئی
کہیں تھی نغمہ خواں قمری کہیں شورِ عنادل تھا

تمہارے اُٹھتے ہی دردِ جگر بھی ساتھ ہی اُٹھا
میں بیمارِ الم مانا نہیں اُٹھنے کے قابل تھا

صفوفِ انبیا میں یوں تھے ختم الانبیا بیدمؔ
کہ ہالا گرد تھا اور بیچ میں اک ماہ کامل تھا

مجھسے چھپکر مرے ارمانوں کو برباد نہ کر
داد خواہی کے لئے آیا ہوں بیداد نہ کر

دیکھ مٹ جائے گا ہستی سے گذر جائے گا
دلِ ناعاقبت اندیش اُنھیں یاد نہ کر

آگیا اب تو مجھے لطف اسیری صیاد
ذبح کر ڈال مگر قید سے آزاد نہ کر

جب یہ مرتا ہوں اُسے دیکھ تو لوں جی بھر کے
اتنی جلدی تو مرے قتل میں جلاد نہ کر

آپ تو ظلم لگاتار کئے جاتے ہیں،
مجھسے تاکید پہ تاکید ہے فریاد نہ کر

جلوہ دکھلا کے مرا لوٹ لیا صبر و قرار
پھر یہ کہتے ہیں کہ تو نالہ و فریاد نہ کر

آپ ہی اپنی جفاؤں پہ پشیماں ہیں وہ
ان کو مجبور زیادہ دلِ ناشاد نہ کر

اے صبا کوچۂ جاناں میں پڑا رہنے دے
خاک ہم خاک نشینوں کی تو برباد نہ کر

ہم تو جب سمجھیں کہ ہاں دل پہ ہے قابو بیدمؔ
وہ تجھے بھول گئے تو بھی اُنھیں یاد نہ کر

سبھی کا حضرتِ دل احترام کرتے ہیں
کسی کو سجدے کسی کو سلام کرتے ہیں

بلا سے اُن کی کوئی پائمال ہو جائے،
وہ اپنی دھن میں ہیں مشقِ خرام کرتے ہیں

یہ لن ترانیاں سنکر بھی چپ نہیں ہوتے
کلیم طور پہ ابتک کلام کرتے ہیں

خدا کی شان کہ پہلو میں بیٹھکر اُن کے،
رقیب بزم میں ہم کو سلام کرتے ہیں

میں کہہ رہا ہوں کہ رخ سے ہٹائے نہ نقاب
اُنھیں یہ ضد ہے کہ ہم قتلِ عام کرتے ہیں

حکایت غم ہجراں نے طول کھینچا ہے
ہم آج مر کے یہ قصہ تمام کرتے ہیں

جو سجدے کرتے ہیں بیدم حرم کی چوکھٹ پر
تو بتکدے کو بھی جھک کر سلام کرتے ہیں

اُن کے تیور چڑھے ہیں کسی کے لئے
سب بلائیں ہیں میرے جی کے لئے

ہم تو مرنے پہ جان دیتے ہیں
لوگ مرتے ہیں زندگی کے لئے

تم بھی ہو ابر بھی ہے باغ بھی ہے
خوب موقع ہے مے کشی کے لئے

جو نہ کرنا تھا وہ بھی کر گذرے
ایک ظالم تری خوشی کے لئے

مرگِ دشمن پہ کیوں گرے آنسو
تم تو روتے نہ تھے کسی کے لئے

سارے جھگڑے یہ زندگی تک ہیں
کون روتا ہے پھر کسی کے لئے

خامشی کہہ رہی ہے بیدم کی
پھر پریشان ہے کسی کے لئے

دل کوچۂ گیسو میں پہنچکر نہیں ملتا
منزل کا پتہ شام کو اکثر نہیں ملتا

ساقی مئے صافی نہیں تلچھٹ ہی پلادے
چلو ہی سے پی لیں گے جو ساغر نہیں ملتا

تنکے نہیں چنتا ہوں میں کچھ ڈھونڈ رہا ہوں
تم جب سے گئے ہو دل مضطر نہیں ملتا

یاں مژدۂ آمد نے مجھے آپ سے کھویا
اُن کو یہ شکایت ہے کہ گھر پر نہیں ملتا

کیا دیر ہے مرتا ہوں اشاروں پہ تمہارے
نظروں ہی سے لو کام جو خنجر نہیں ملتا

وہ ملتے ہیں موقعے بھی بہت ملتے ہیں بیدم
پر کیا کریں غیرونکا مقدر نہیں ملتا

بن گئی جی پہ مصیبت آگئی
اُن کے جاتے ہی قیامت آگئی

دے دیا دل جس کو چاہا دیدیا
آگئی جس پر مصیبت آگئی

پھر وہی کلفت وہی دردِ فراق
وہ ہوئے رخصت قیامت آگئی

رہ گئی غیر دل پہ کھچکر تیغ ناز
کیوں نہ ہو آخر مروت آگئی

جھک گئے فوراً ہی سجدے کیلئے
سامنے جب تیری صورت آگئی،
وصل میں اب تخلیہ ممکن نہیں،
شرم جاتے ہی نزاکت آگئی،
دوستی کا لطف اے بیدم نہیں
درمیاں میں جب شکایت آگئی.

پابزنجیرِ جنوں زلف سیہ فام نہ کر
کھوٹی منزل مری ہوتی ہے مجھے شام نہ کر
قبر میں بھی تو نہ ہم چین سے سونے پائے
وحشتِ دل کا تقاضا ہے کہ آرام نہ کر
بولی مجنوں سے یہ لیلیٰ پس پردہ آکر
تو ہے رسوائے زمانہ مجھے بدنام نہ کر
دل ہے اللہ کا گھر اس میں بتوں کا کیا کام
منزلِ خاص ہے یہ بارگہ عام نہ کر
صدقے بیدم ترے رخسار پہ زلفوں کو نہ ڈال
ایک جا جمع مری جاں سحر و شام نہ کر

ایک قطرہ آب ہے تو یا بوند بھر لہو ہے
اے اشک پر تجھی سے آنکھوں کی آبرو ہے،
اے مدعیٔ وحدت یہ ما و من کہاں کی،
یا کہہ دے میں ہی میں ہوں یا کہہ دے تو ہی تو ہے،
مینا نے کیا کہا ہے ساغر سے جھک کے ساقی،
کچھ میری ہی شکستِ توبہ کی گفتگو ہے
پژمردہ ہی سہی میں گلچیں مگر وہ گل ہوں
کمھلانے پر بھی اب تک مجھ میں وفا کی بو ہے
ہم اُنکے ڈھونڈنے میں خود گم ہوئے ہیں بیدم
اُونکی تلاش گویا اپنی ہی جستجو ہے

اب جانے کو فردوس میں دل کیوں مرا چاہے۔ پروا مجھے کیا ہے
دل ہی میں مرے روضۂ محبوب خدا ہے۔ جنت کا مزا ہے
حیران ہوں کیا سمجھوں سراپا کو تمہارے اے حق کے دلارے
بس نور ہے اور نور کے سانچے میں ڈھلا ہے۔ اک شانِ خدا ہے
ہاں نام محمد مری بالیں پہ لئے رہنا۔ اے پیارے مسیحا
بس اک یہی دردِ دلِ عاشق کی دوا ہے۔ واللہ شفا ہے

معراج میں جب سرورِ عالم بنے دولہا اور حوروں نے دیکھا
بیساختہ بول اُٹھیں کہ محبوب خدا ہے۔ کیا خوب بنا ہے

بگڑی تمھیں بیدم کی بنائے ہی بنے گی۔ تب لاج رہے گی
آخر وہ تمھارے درِ اقدس کا گدا ہے۔ مانا کہ بُرا ہے

بیدم کو بھی کچھ بھیک عطا کیجئے مولا۔ حسنینؑ کا صدقہ
محتاج یہ کب سے درِ دولت پہ پڑا ہے۔ اور مانگ رہا ہے

سب حقیقت کھول کر رکھدوں ابھی بیداد کی
جب ہوا تب آپ نے مٹی مری برباد کی

جب چمن میں خاک اُڑی مجھ بلبلِ ناشاد کی
آپ کی عاشق نوازی کے تصدق جایئے

یہ تلوّن ہے کہ اک پہلو نہیں اس کو قرار
جانِ جاں ہم تو وفاؤں پر وفا کرتے رہے

جی ہلا دیتے ہیں یونہی نالہائے اہلِ درد
کیوں اسیرانِ قفس کو ہچکیاں آنے لگیں،

جب کسی کے جھک کے چلنے کی ادا یاد آگئی
پھر سنا ہے غیر کا دخل اُنکی محفل میں ہوا

اس سراپا نور کی تصویر کھچ سکتی نہیں،
ہوگیا بد نظر کس مہ جبیں کو دل میرا،

دستِ نقاشِ ازل میں تجھ پہ سو جان سے نثار
تجھسے گر اے ضبط کچھ مہلت ملے فریاد کی

کون سے دن مہرباں قدر دلِ ناشاد کی
دھوم تھی صیاد کے گھر میں مبارک باد کی

رنج دیکر مجکو دشمن کی طبیعت شاد کی
نت نئی اس شوخ نے طرز ستم ایجاد کی

آپ سے جبتک ہوا بیداد پر بیداد کی
اور پھر وہ بھی فغاں مجھ عاشقِ ناشاد کی

کیا مرے بھولے ہوئے نے پھر کسی کی یاد کی
چوم کر لے لیں بلائیں خنجرِ فولاد کی،

میں تو سنتا تھا کہ جنت چھن گئی شداد کی،
منھ بنائیں کیا ہے صورت مانیؔ و بہزاد کی،

ہر طرف سے کیوں صدائیں ہیں مبارک باد کی
کھینچ کر تصویر رکھدی عالمِ ایجاد کی

جب ہوا بیہوش جلوے میں دلِ دیدار جو
در دو نے اُٹھکر ادا رسمِ مبارکباد کی

حجت و تمثیل سے ہے پاک یکتائی تری
تیری احدیت میں گنجایش نہیں اعداد کی

ایکدم بیدم نہ اُسنے چین سے رہنے دیا
کر چکا جب اک ستم تو دوسری بیداد کی

قصرِ جاناں تک رسائی ہو کسی تدبیر سے
طائرِ جاں کیلئے پر مانگ لوں میں تیر سے

ان کو کیا دہوکا ہوا مجھ ناتواں کو دیکھکر
میری صورت کیوں ملاتے ہیں مری تصویر سے

گالیاں دیکر بجائے قم کے اے رشکِ مسیح
آپنے مردے جلائے ہیں نئی تدبیر سے

صدقے اے قاتل ترے مجھ تشنۂ دیدار کی
تشنگی جاتی رہی آبِ دمِ شمشیر سے

عشوے سے غمزے سے شوخی سے ادا سے ناز سے
مٹنے والا ہوں مٹا دیجے کسی تدبیر سے

اک سوال وصل پر دو دو سزائیں دیں مجھے
تیغ سے کاٹا زباں کو سی دئے لب تیر سے

کچھ نہ ہو اے انقلابِ آسماں اتنا تو ہو
غیر کی قسمت بدل جائے میری تقدیر سے

زندگی سے کیوں نہو نفرت کہ محوِ زلف ہوں
قیدِ ہستی مجکو بیدم کم نہیں زنجیر سے

حلقہ بگوشِ گیسوئے خمدار ہو گیا
یارب میں کس بلا میں گرفتار ہو گیا

موقوف ایک حضرتِ منصور ہی پہ کیا
سر جس نے دیدیا وہی سردار ہو گیا

ساقی نے آکے مستوں میں اک دہوم ڈالدی
زاہد کا گھر بھی خانۂ خمار ہو گیا

قاتل تو اپنی تیغ کا صدقہ اتار دے
سر اب تو مجکو تن پہ گرانبار ہو گیا

لیجئے نصیب حضرتِ بیدم کے کہل گئے
سنتے ہیں آج وصل کا اقرار ہو گیا

دم میں مریضِ غم کا ترے کام ہو گیا
پوچھا مزاج تو نے کہ آرام ہو گیا

وار اُن کا خالی جا نہیں سکتا کسی پہ ہو
غیر اوٹھے میں نشانۂ دشنام ہو گیا

صد شکر ہے کہ اُن کی نگاہوں پہ چڑھ گیا
اب کام تیرا اے دلِ ناکام ہو گیا

ہر ایک کی پکار ہے دربارِ حشر میں
ایوانِ خاص بارگہِ عام ہوگیا

گردش سے ایک جا پہ ٹھہرتا نہیں غریب
قاصد تحقِ نامۂ و پیغام ہوگیا

وہ اور ہوں گے جنکے لئے تیغ چاہیئے
یاں تو اشاروں ہی میں مرا کام ہوگیا

پیرِ مغاں سے ایک اشارے کی بات تھی
بیدمؔ بھی آج معتقدِ جام ہوگیا

جھک کے ساغر سے گلے ملتا ہے پیمانے کی عید
اپنی ہستی سے گذر جانا ہے مستانے کی عید

تجھ پہ صدقے ہو کے مرجانا میری معراج ہے
شمع پر قربان ہو جانا ہے پروانے کی عید

ملتا آغوشِ لحد سے جاکے گر ملتا نہ تو
اک کے ویرانے میں ہوتی تیرے دیوانے کی عید

ہم بغل رکھتا ہوں تصویرِ خیالی یار کی
دیکھ لے آکر کوئی میرے صنم خانے کی عید

یہ بھی کوئی عید ہے بیدمؔ کہ ساقی ہے نہ جام
عید تو جب تھی کہ ہوتی تجکو میخانے کی عید

جو دی تھی شبلیؔ و منصورؔ کو وہی شے لا
میں صدقے جاؤں ترے ساقیا وہی مے لا

غبارِ قیس سے نہ چھوٹا جو دامنِ لیلیٰ
بگولا بن کے اُڑا اُڑ کے نجد میں پھیلا

غبارِ قیس نہ چھو پایا دامنِ لیلیٰ
کبھی اڑا کبھی اونچا ہوا کبھی پھیلا

نہیں ہے مے نہ ہو تلچھٹ ہی مجکو کافی ہے
میں دہو کے پی لوں تری خیر شیشۂ مے لا

نقاب اُٹھی تو قیامت کا سامنا ہوگا
زیادہ دیدۂ دیدار جو نہ منہ پھیلا

جنوں ہے مجکو میں مجنوں ہوں پر نہ وہ مجنوں
جو تیرے ہوتے کرے دعوئ انا لیلیٰ

اُڑی جو خاکِ شہیدانِ ناز کی تو کہا
یہ کس نے دامنِ مقتل کو کر دیا میلا

کبھی طواف کبھی سجدہ اور سلام کیا
سمجھ کے قیس نے کعبے کو محملِ لیلیٰ

تقاضے رنج سے ہیں اپنی عمرِ رفتہ کے
اُتار دو جامۂ ہستی بہت کیا میلا

بگولا دشت میں اُٹھا تو قیس دیوانہ
پکارا محملِ لیلیٰ سمجھ کے یا لیلیٰ

جو کچھ لکھا تھا مقدر میں سامنے آیا
عبث ہے نالہ و فریاد و آہ و اویلا

فسانے رہ گئے مجنوں کے اب کہاں مجنوں
وہ نجد ہے نہ وہ لیلیٰ نہ ناقہ لیلیٰ

جو حسن خاص کی تحقیق ہے تمھیں منظور
تو چشم قیس سے پوچھو حقیقت لیلیٰ

ادا شناسوں سے چھپنا محال ہے بیدم
وہ شکل قیس میں ہوں یا بصورت لیلیٰ

نہ تو اپنے گھر میں قرار ہے نہ تری گلی میں قیام ہے
تری زلف و رخ کا فریفتہ کہیں صبح ہے کہیں شام ہے

ترے اک نہ ہونے سے ساقیا نہ وہ مے نہ شیشہ و جام ہے
نہ وہ صبح اب مری صبح ہے نہ وہ شام اب میری شام ہے

نہ تو چکھنا جس کا عذاب ہے نہ تو پینا جس کا حرام ہے
سر بزم ساقی نے دی وہ مے کہ سرور جس کا مدام ہے

میں دعائیں دوں تو وہ گالیاں کریں بات بات پہ پھبتیاں
یہ عجیب طور و طریق ہیں یہ عجیب طرز کلام ہے

وہ ستم سے باز نہ آئیں گے یوں ہی ظلم کرتے ہی جائیں گے
اُنھیں کیا مرے کہ جیے کوئی اُنھیں اپنے کام سے کام ہے

مرا دل دہلنے لگا ابھی دو گھڑی تو دور رہو ہمنشیں
خبر وصال نہیں سنی یہ مری قضا کا پیام ہے

بچے کس طرح سے مریض غم نہ تم آسکو نہ بلا سکو
یہی حالتیں تو دکھنا کوئی دم میں قصہ تمام ہے

یہی دل ہزاروں تڑپ گئے جو سسک رہے تھے وہ مر گئے

اُٹھے فتنے حشر بپا ہوا یہ عجیب طرزِ خرام ہے

عجب عاشقوں کی نماز ہے نیا بیدمؔ اُن کا نیاز ہے
کہ قیام ہے نہ قعود ہے نہ تو سجدہ ہے نہ سلام ہے

بتوں پہ مر مٹے دھوکا دیا ساری خدائی کو
جناب شیخ ہم سمجھے تمھاری پارسائی کو

زمانہ پھر گیا پھر جائے پر تو تو ہمارا ہو
تری خاطر سے اے بت ہنسے چھوڑا ہی خدائی کو

مری مشکل میں آڑے آیئے آسان کر دیجئے
ذرا میں بھی تو دیکھوں آپکی مشکلکشائی کو

خدا نے دل دیا تھا صدقے کرنیکو حسینوں پر
جبیں پیدا ہوئی تھی اُنکے در پہ جبہ سائی کو

بجائے تاج ظلِ وارثی سر پر ہے اے بیدمؔ
شہنشاہی سمجھتا ہوں میں اِس در کی گدائی کو

بتائے دیتی ہے بے پوچھے راز سب دل کے
نگاہ شوق کسی کی نگاہ سے مل کے

نکالے حوصلے مقتل میں اپنے بسمل کے
نثار تیغ کے قربان ایسے قاتل کے

میں اُس پہ صدقے جو جائے کسی کی یاد میں جان
کسی کو چاہے میں قربان جاؤں اِس دل کے

بڑی اداؤں سے لی جان اپنے کشتے کی
ہزار بار میں قربان اپنے قاتل کے

غبار قیس نہیں ہے تو کون ہے لیلیٰ
کوئی تو ہے کہ جو پھرتا ہے گرد محمل کے

وہ پھوٹ بہنے میں مشتاق ہیں یہ رسنے میں
رہیں گے دب کے نہ آنکھوں سے آبلے دل کے

مہار ناقہ لیلیٰ تو کھینچ لے اے آہ
ہٹا دے دستِ طلب بڑھ کے پردے محمل کے

وہ دل میں ہیں مگر آنکھوں سے دور ہیں بیدمؔ
پڑا ہوا ہوں میں پیاسا قریب ساحل کے

کبھی گیسو کے کبھی عاشقِ رخسار بنے
کبھی کافر ہوئے ہم اور کبھی دیندار بنے

اُنکی محفل میں چپ ہوں تو لگے تہمتِ ضبط
بات اگر منھ سے نکل جائے تو طومار بنے

برسوں چکر میں رہا بخت نے ساغر کی طرح
بیٹھکر در پہ ترے نقطۂ پرکار بنے

جو تری راہ میں گم ہو وہی پا جائے تجھے
سر جو سولی پہ چڑھا دے وہی سردار بنے

مئے توحید کے سرشار بہت کم دیکھے
یوں تو اک طرف بہت پھرتے ہیں میخوار بنے

جز رہ عشق محبت کا نہ پوچھو بیدم
سو دفعہ بگڑے ہیں اس راہ میں سو بار بنے

اے جنوں کچھ اثر نالۂ سوزاں نہ ہوا
داغ دل بڑھ کے چراغ در زنداں نہ ہوا

اُف رے بیرحم کبھی سر بگریباں نہ ہوا
میری ہستی کو مٹا کر بھی پشیماں نہ ہوا

دشت میں قیس ڈھونڈھتا پھرتا ہے مکان لیلیٰ
کوئی بستی ہوئی اے قیس بیاباں نہ ہوا

میری میت پہ وہ منھ ڈھانپ کے کہنا اُن کا
صبر دو روز بھی او وصل کے خواہاں نہ ہوا

نہ اجل آئی نہ وہ بہر عیادت آئے
ہجر میں کوئی مرے حال کا پرساں نہ ہوا

خون حسرت نے ضیافت میں کمی کی شاید
میہماں دل میں جو دم بھر ترا پیکاں نہ ہوا

ہجر میں شام سے ہی زہر منگا رکھنا تھا
آج جو چاہیے تھا ہم سے وہ ساماں نہ ہوا

قطع ہونے پہ نہ رہتا کوئی جھگڑا باقی
رشتۂ خام وفا تار رگ جاں نہ ہوا

تھا جو اک غیرت عیسیٰ کا سہارا دل کو
مرض الموت سے بیمار ہراساں نہ ہوا

کب ترے ذکر پہ ہم خوش نہ ہوئے غنچہ دہن
زخم دل کب ترا نام آتے ہی خنداں نہ ہوا

ہجر جاناں میں بجھاتے دل بیدم کی لگی
تم سے اتنا بھی تو اے دیدۂ گریاں نہ ہوا

دشمن آئینہ ہے مغرور کی یکتائی کا
آج بل نکلے گا زنجیر خود آرائی کا

دشمن اور آکے ہو مونس شب تنہائی کا
ملک الموت کرے کام مسیحائی کا

دیکھیے کب سر شوریدہ کی تقدیر کھلے
شوق مدت سے ہے اُس در پہ جبیں سائی کا

اُنکی غصہ میں جو لیں مینے بلائیں تو کہا
کام دیوانے بھی کر جاتے ہیں دانائی کا

رنگ لانے کو تو لائے مری شوریدہ سری
پر مجھے پاس ہے ظالم تری رسوائی کا

آپکے ساتھ ہی آرام چلا چین چلا — کوچ ہے قافلۂ تاب و توانائی کا
مددلے جوشِ جنوں پاؤں نہ رک جائیں کہیں — قصد ہے آج مرا بادیہ پیمائی کا
میری تصویر جو نقاشِ ازل نے کھینچی — حسن کے ساتھ بھرا رنگ بھی یکتائی کا
لیجئے ہوگیا وہ پردہ نشیں بھی بدنام — یہ نتیجہ ہوا آخر مری رسوائی کا
دیر میں ہی کبھی کعبہ میں کبھی دل میں مقیم — کیا پتہ پائے کوئی اُس بتِ ہرجائی کا
چشم بیمار صنم نے کئے لاکھوں زخمی — ناتواں ہوکے کیا کام توانائی کا
خرمن ہوش پہ ملتے ہی گری برق جمال — ناطقہ بند ہوا جاتا ہے گویائی کا
خط میں کس طرح سے لکھکر اُنھیں سمجھاؤں میں — قابلِ دید ہے عالم شب تنہائی کا
کوچۂ عشق میں کہتی ہے یہ روحِ مجنوں — کیوں ادھر آئے جسے پاس ہو رسوائی کا
وہ ہی الجھن وہ ہی تاریکی وہ ہی یاس و ہراس — گو رہے ملتا ہے عالم شب تنہائی کا
اب کہاں لطف سخن سنجی و نکتہ سنجی — شاعری نام ہے اب قافیہ پیمائی کا
لے چلو بارِ ملامت کو سنبھل کر بیدم — ہوش کا کام ہی کوچہ ہی یہ رسوائی کا

تیور چڑھائے اُس نے مرا جی دہل گیا — انکار وصل سُن کے کلیجہ نکل گیا
تو پھر گیا تو ساری خدائی پلٹ گئی — تیری نظر کے ساتھ زمانہ بدل گیا
صد شکر دم نکلنے سے پہلے تم آگئے — حسرت نکل گئی مرا ارمان نکل گیا
چسکا تھا مے کشی کا لڑکپن سے شیخ کو — جب میکدے کے سامنے آیا مچل گیا
دل بوند بھر لہو ہے مگر اُس میں آپ ہیں — اللہ رے ظرفِ قطرہ کہ دریا نگل گیا
محشر میں بھی وہ آئے اُسی آن بان سے — گیسو کا خم گیا نہ وہ ابرو کا بل گیا
پاس ادب ضرور رہے منصور ہوش کر — یہ بیخودی میں منہ سے ترے کیا نکل گیا

اپنی خبر نہیں ہے نہ ہو یہ تو ہوش ہے
ساقی نے جب کہا کہ سنبھل میں سنبھل گیا

للّٰلہ کل بھی حضرت بیدم پھر آیئے
آپ آ گئے تو آج مرا جی بہل گیا

اُٹھے اُس رُخ سے برقعہ سیکڑوں کی جان کام آئے
ہزاروں کٹ مریں گر تیغ ابرو بے نیام آئے

بجز جور و ستم کے تم کو کوئی کام آتا ہے
کسی ناکام کے بھی تم کبھی بھولے سے کام آئے

نہیں ممکن کہ تیرے ذکر پر آنسو نہ بھر آئیں
نہیں ممکن کہ دل قابو میں ہو جب تیرا نام آئے

دوبارہ پھر یونہی بھولے سے ہم کو ساقیا دینا
ترے صدقے یونہی اک بار پھر گردش میں جام آئے

خبر ہے جھٹ پٹے میں کوئی نکلے گا ادھر ہو کر
کسی صورت سے یارب دن گذر کر جلد شام آئے

وہیں میرے بھی مجرے لے صبا پہنچاوے جا کر
جہاں جبریلؑ لے کر عرش سے اکثر سلام آئے

مری قسمت نہ آنا تھی نہ آئی راہ پر بیدم
اُدھر سے بھی گئے اور اُس طرف سے بھی پیام آئے

کوئی رونیکی بھی حد ہو دل بیقرار سو جا
ترے صدقے جاؤں سو جا میں تمہارے نثار سو جا

شب ہجر بخت خفتہ یہ کہاں کی نیند آئی
تجھے سونا ہے تو چل کر تہ تیغ یار سو جا

ترے طور کہہ رہے ہیں کہ کٹی ہے رات رتجگے
تری آنکھوں میں بھرا ہے ابھی تک خمار سو جا

شب ہجر نامرادی مجھے تھپکی دیکے بولی
کہ سحر اب ہونے آئی نہ کر انتظار سو جا

وہ جھپک گئے ستارے تو سحر ہوئی نمایاں
کٹی آنکھوں ہی میں بیدم شب انتظار سو جا

اُٹھائے کون سوا تیرے اور ناز مرے
ہے کون میرا بجز تیرے بے نیاز مرے

پلا دے خیر تری ساقی حجاز مرے
سخی مرے مرے داتا گدا نواز مرے

الٰہی بارگہ احمدی میں شام و سحر
سلام ادب سے ہوں مجرے بصد نیاز مرے

وہ آ گئے جنھیں اک کھیل ہے جلا دینا
جب اُٹھ گئے مری بالیں سے چارہ ساز مرے

کبھی نہ صحت درماں سے تر کیا دامن
صد آفریں تجھے اے درد پاکباز مرے

خدا رکھے تجھے اے دل کہ تو غنیمت ہے
تیرے ہی دم سے ہیں یہ سارے سوز و ساز مرے

نبی اور آل نبی کا ہوں مدح خواں بیدم
سفینے جاتے ہیں سب جانب حجاز مرے

شوق نظارہ میں اب جی پہ مرے آن بنی ۔ اے نگار مدنی
کبتک آخر رہوں میں تختۂ مشق ارنی ۔ تابکے نعرہ زنی

شب تیرہ ترے گیسو کے مقابل گر آئے ۔ ابھی منہ فق ہو جائے
لب لعلین سے خجل ہو کے عقیق یمنی ۔ چاٹے ہیرے کی کنی

قد بے سایہ سے اُٹھتی نہیں پھولوں کی قبا ۔ نور ہی کی ہو ہوا
بار خاطر تن نازک پہ ہے گل پیرہنی ۔ سبلبے نازک بدنی

دست نقاش ازل نے جو سراپا کھینچا ۔ اور بنایا خاکا
بول اٹھا پیکر بے روح کہ اللہ غنی خوب تصویر بنی

دولت دید سے دور ہی ہیں کبھی محروم نہیں ۔ دونوں مغموم نہیں
بیدم وارثیؒ ہو کہ اویسؒ قرنی ۔ ہیں مقدر کے دھنی

دم کوئی گر صورت نقش بر آب آیا تو کیا
بحر ہستی میں بشر مثل حباب آیا تو کیا

میری میت پر گر کوئی گر بے نقاب آیا تو کیا
شام ہونے پر لب بام آفتاب آیا تو کیا

پھر وہی اندھیاری راتیں ہیں وہی تاریکیاں
چار دن کی چاندنی بنکر شباب آیا تو کیا

جیتے جی میں ہو تو آیا کوچۂ محبوب میں
کامیاب آیا تو کیا ناکامیاب آیا تو کیا

ہوش آجاتا اگر دامن ہلا دیتا کوئی
چھینٹے دینے کیلئے لیکر گلاب آیا تو کیا

ہو نہیں سکتا الم سے باکمالوں کو زوال
لاکھ بار اندر گہن کے آفتاب آیا تو کیا

توڑ کر سینہ نکل جاتا تو ہم بھی جانتے
ہو کے خوں منہ تک دل پر اضطراب آیا تو کیا

اُن کو لکھنا تھا تو خود لکھتے وہ اے پیغامبر
کہنے سننے سے اگر خط کا جواب آیا تو کیا

کل نہ آیا کوئی بیدم کی عیادت کیلئے
آج پھولوں میں اگر بھر تو آب آیا تو کیا

ظالم کہاں تک آخر یہ ظلم کم نہ ہوگا
پھر کس سے چھیڑ ہوگی جب میرا دم نہ ہوگا

ضد ہی مجھی سے اُنکو میری ہی جان لیں گے
دشمن پہ مہرباں ہیں اُس پر ستم نہ ہوگا

چھریوں کے ساتھ تیغ ابرو کا وار بھی ہو
میں سخت جان ہوں قاتل یوں سر قلم نہ ہوگا

کیونکر کہوں میں اُنکو خوفِ خدا نہیں ہے
کیسے کہوں کہ پاس قول و قسم نہ ہوگا

اِن جھڑکیوں سے دونی چاہت مری بڑھیگی
ان ترشیوں سے صاحب یہ نشہ کم نہ ہوگا

وہ گھر پہ بیٹھے بیٹھے نسخے ہزار لکھیں
تکلیف ہی بڑھیگی آزار کم نہ ہوگا

خوگر ہوئے ہیں غم کے غم کھاتے کھاتے آخر
ہم غم کا غم کریں گے جس روز غم نہ ہوگا

دیدار کی طلب میں جائیگی جان بیدم
مر جانے پر بھی شوق نظارہ کم نہ ہوگا

ہم کو تیری جستجو نے کھویا
یا حسرت و آرزو نے کھویا

رکھا نہ کہیں کا ہائے مجھکو
اے اُن کی تلاش تو نے کھویا

سن لی ارنی پہ لن ترانی
موسیٰ تمہیں گفتگو نے کھویا

اے گوہر قلزم وفا دل
تجھکو تری آبرو نے کھویا

بیدم رونے کی کوئی حد ہے
ہر وقت کی ہائے ہو نے کھویا

تم جان مصطفےٰ ہو بندہ نواز وارث
جانانِ مرتضےٰ ہو بندہ نواز وارث

بگڑی بنانے والے مردے جلانیوالے
میں کیا کہوں کہ کیا ہو بندہ نواز وارث

اچھا ہوں یا برا ہوں جیسا ہوں آپکا ہوں
اتنا مجھے بتا ہو بندہ نواز وارث

حسنین کا تصدق خیر النساء کا صدقہ
للّٰہ کچھ عطا ہو بندہ نواز وارث

جاناں حبیب دیکھا وارثے درد مندان — بیدم کا مدعا ہو بندہ نواز وارث

چٹکی سے مسلنا تمھیں زیبا تو نہیں ہے — پتھر سا کسی کا دل شیدا تو نہیں ہے

یہ کون ہے جو پوچھ رہا ہے مری تربت — دیکھو تو کوئی میری تمنا تو نہیں ہے

اچھوں کو سبھی چاہتے ہیں حضرت ناصح — مرنا مرا اُس بت پہ انوکھا تو نہیں ہے

اے دوست کہوں کیسے میں یوسف کو ترا مثل — سنتا ہوں مگر آنکھوں سے دیکھا تو نہیں ہے

کرتا ہوں میں ہر لحظہ تصور میں اُنھیں پیار — اب اس میں رقیبوں کا اجارا تو نہیں ہے

جب کہتا ہوں آؤ میں ذرا چوم لوں گیسو — فرماتے ہیں چل دور ہو سودا تو نہیں ہے

یہ سچ ہے مرا چاہنا اک جرم ہے ظالم — لیکن مرا چاہا کبھی ہوتا تو نہیں ہے

آکر دل بیدم کو جلا جاتی ہے ہر روز — اے دوست تری یاد مسیحا تو نہیں ہے

نگاہ پھیر لو قصہ تمام ہو جائے — کہاں کی تیغ یوں ہی قتل عام ہو جائے

کبھی جو بھولے ہوں مستی میں بھی تجھے ساقی — تو ہم کو بادہ پرستی حرام ہو جائے

سنا ہے مژدۂ آمد مگر کہیں یہ نہ ہو — نوید وصل قضا کا پیام ہو جائے

تڑپ رہا ہوں میں اک وار اور لے قاتل — کہ تیرا نام ہو اور میرا کام ہو جائے

ہماری کثرت گریہ کا پوچھنا کیا ہے — سحر سے رونے کو بیٹھیں تو شام ہو جائے

وہ کعبہ میں نہ سہی دیر میں کلیسا میں، — غرض یہ ہے کہیں اُن سے سلام ہو جائے

جو اُنکو دیکھ کے اے شیخ تو نہ سجدہ کرے — تو ساری عمر کو بیدم غلام ہو جائے

کہا تھا تیغ ادا بے نیام ہو جائے — نہ یہ کہا تھا کہ یوں قتل عام ہو جائے

جو اُن کو آنے سے نفرت ہے مجھ غریب کے پاس — تو دور ہی سے کسی دن سلام ہو جائے

اُگا ہے سبزہ اسی آرزو میں تربت پر، — کہ اس طرف سے کوئی خوش خرام ہو جائے

سحر ہو شب سے مگر یادِ روئے جاناں میں
خیالِ گیسوئے شبگوں میں شام ہو جائے

اُمیدِ وصل پہ ہم نے تو دل لگایا تھا
نہ یہ غرض تھی کہ جینا حرام ہو جائے

زمانہ قبلہ و کعبہ کہے تجھے ساقی
یہ میکدہ ترا دار السلام ہو جائے

میں اُن سے شکوہ کروں اور وہ مجکو جھٹلائیں
اسی میں روزِ قیامت تمام ہو جائے

نہ میکدے میں ہو مٹی خراب مستوں کی
جو شیشہ بن کے بھی ٹوٹے تو جام ہو جائے

وہ آئیں آئیں نہ آئیں تو جان دو بیدمؔ
یہ روز روز کا قصہ تمام ہو جائے

فروغِ حُسنِ رخِ بو تراب کیا کہنا
حضورِ وارثؒ عالی جناب کیا کہنا

تجھ ایک چاند نے لاکھوں کے گھر کیے روشن
میں صدقے جاؤں مرے ماہتاب کیا کہنا

اِدھر نقاب اُٹھی اور اُدھر نثار ہوا
صد آفریں دلِ خانہ خراب کیا کہنا

جنابِ عشق کی تعلیم ہی نرالی ہے
سبق انوکھا انوکھی کتاب کیا کہنا

نہ اُنکے دامنِ زریں سے جدا ہوا بیدمؔ
غبار بن کے رہا ہمرکاب کیا کہنا

کیا بتاؤں کیا ہوا اندازِ قیامت دیکھکر
آرہا ہوں اُنکے کوچے سے قیامت دیکھکر

کانپ اُٹھا میں حضرتِ موسیٰ کی حالت دیکھکر
کہہ کے کوئی کیا کرے اب اُنکی صورت دیکھکر

دل دیا ہے مینے کیا صرف اُنکی صورت دیکھکر
بلکہ چتون بانکپن شوخی شرارت دیکھکر

آئے تھے دشتِ جنوں تک مجکو سمجھانے مگر
پھر گئے احباب اندازِ طبیعت دیکھکر

کیا نفاست ہے ہماری یاد میں بھی مرحبا
تیرے دل سے دور رہتی ہے کدورت دیکھکر

صدمہ ہائے ہجر سے بے موت چھٹکارا نہ تھا
خودکشی بھی کی تو کی میں نے ضرورت دیکھکر

ناز انداز اُنکے لاکھوں ایک دل کس کس کو دوں
شرم آتی ہے مجھے اپنی بضاعت دیکھکر

یہ نہ پوچھو کون ہو تم ہوں وہی حرماں نصیب
رو دیا کرتے ہیں دشمن جسکی حالت دیکھکر

کوئے لیلیٰ چھوڑ کر صحرا نوردی واہ واہ / اب ہنسوں یا روؤں مجنوں کی حماقت دیکھکر

آرزوئے دل کا آئینہ نگاہ شوق ہے / خوبرو مجھسے کھٹک جاتے ہیں صورت دیکھکر

کوئی چرخ پیر سے پوچھے کہ ہی کیسا مزاج / میری اُنکی اک ذرا صاحب سلامت دیکھکر

دل دیا اور دین و ایماں دیکے اُنکو جاندی / اک جہاں حیرت میں ہی میری سخاوت دیکھکر

کیا کہوں صبح شب وصل آپکے جانے کے بعد / سارے دن روتا رہا میں گھر کی وحشت دیکھکر

حشر میں جو پوچھنا ہو پردے ہی سے پوچھنا / بات کب نکلے گی میرے منہ سے صورت دیکھکر

دل ہی دل میں چٹکیاں لیتے ہیں ارمان وصال / مضطرب ہیں تم کو محو استراحت دیکھکر

ذرہ ذرہ میں ہی لیکن ہے وہی ہر ایک میں / کیوں نہ حیرت ہو مجھے کثرت میں وحدت دیکھکر

غیر کو بھی دینے والے تھے وہ بیدم جام مے / اوٹھ گیا پہلے ہی سے میں رنگ صحبت دیکھکر

بلبلا جوش تلاطم میں مٹا جاتا ہے / خوب بٹنا ہے کہ دریا سے ملا جاتا ہے

جا چکے صبر و سکوں دل سے تو اے شوق وصال / تو ہی کیوں خانہ ویراں میں رہا جاتا ہے

ہجر میں ہی کشش دل کی بھی الٹی تاثیر / کھینچتا اُن کو ہے اور آپ کھچا جاتا ہے

دل ہی مسرور کہ دل سے ترے پیکاں نکلے / مجکو غم ہے کہ ترپنے کا مزا جاتا ہے

یوں تو بیدم کو افاقہ نہیں ہوتا غش سے / آپ آتے ہیں تو کچھ ہوش ہیں آجاتا ہے

چھوڑا بتوں کو اب ہی تعلق خدا کے ساتھ / جب ابتدا کے ساتھ تھا اب انتہا کے ساتھ

پیش آئیں وہ جفاؤں سے اور ہم وفا کے ساتھ / وہ بد دعا سے یاد کریں ہم دعا کے ساتھ

میخانہ ازل میں ہمیں تھے وہ ساقیا / تائید کی الست کی قالو بلےٰ کے ساتھ

تھی پاک لوث غیر سے معراج احمدی / جبرئیل بھی تو جا نہ سکے مصطفےٰ کے ساتھ

وعدے کی شب وہ اُنسے مری ہاتا پائیاں / اور اُن کا بار بار جھجکنا ادا کے ساتھ

لیجئے وہ آرہا ہے رسائی نہیں ہوئی
قاصد کو میں نے بھیجا تھا کس التجا کے ساتھ

ہم اور بزمِ غیر کی شرکت اور اسطرح
تم نے ہمیں ذلیل کیا آج لا کے ساتھ

اچھا صبا نے چھو لیا دامن کو کیا ہوا
کچھ خیر تو ہے لڑتے ہو تم تو ہوا کے ساتھ

بھر پایا دل لگا کے حسینانِ دہر سے
اب لو لگا کے بیٹھے ہیں اپنے خدا کے ساتھ

یہ بدگمانیاں کہ نگہبان ساتھ ہیں
آئے ہو میرے گھر بھی تو شرم و حیا کے ساتھ

جائے گا جان لے کے مری دردِ ہجرِ یار
تھوڑا سا کوئی زہر بھی دیدے دوا کے ساتھ

دنیا نے کیا سلوک کیا جانتا نہیں
ابنِ علیؑ کے ساتھ شہِ کربلا کے ساتھ

چتون میں اُن کی رنگ ہے شوخی ہر رنگ میں
ہے نازکی میں ناز ادا ہے ادا کے ساتھ

میرے لئے بلا ہے قیامت ہے قہر ہے
پھر پھر کے اُن کا دیکھتے جانا ادا کے ساتھ

یہ کیا خبر تھی آہوں سے نفرت ہے آپ کو
یہ کیا خبر تھی آپ لڑینگے ہوا کے ساتھ

واللہ میرے واسطے خنجر سے کم نہیں،
چلنا وہ تیرا ناز سے کھچنا ادا کے ساتھ

صبر و قرار چھوڑ گئے مدتیں ہوئیں،
ہاں ایک بیکسی ہے دلِ مبتلا کے ساتھ

بیدمؔ یہی ہے حشر میں صورت نجات کی
جائیں خدا کے سامنے ہم مصطفیٰ کے ساتھ

مدعی بنا ہے دوست دل کا مدعا ہو کر
درد کیوں بنا ظالم درد کی دوا ہو کر

قطرہ یوں تو قطرہ تھا جو بحر تک پہونچا،
ہو گیا خدا جانے پھر تو کیا سے کیا ہو کر

یہ تو خوب جانا ہے گویا مار جانا ہے
جاؤ اور یوں جاؤ روٹھکر خفا ہو کر

کیوں شرور بن بن کر بھر رہے ہو سینے میں
آنسو مرے دلمیں درد لا دوا ہو کر

انقلاب حالت ہے کیوں نہ مجکو حیرت ہو
وہ کرے وفا بیدمؔ بانیٔ جفا ہو کر

تم چلا دیکھو کسی دن خنجرِ بیداد بھی،
لوٹ ہی جاؤ وہ چٹکی لیں لبِ فریاد بھی

کھل کے اب جوہر دکھائے خنجر بیداد بھی ۔۔۔ داد دینے پر ہیں آمادہ لب فریاد بھی

آپکے جاتے ہی یہ بیچین کر دیگا مجھے ۔۔۔ ساتھ لیتے جایئے میرا دلِ ناشاد بھی،

تجکو چاہا ہے تو تیری ہر ادا محبوب ہے ۔۔۔ تو سر آنکھوں پر تیری بیداد بھی

ہجر میں رہ رہ کے نشتر سے چبھوتا ہے خیال ۔۔۔ چٹکیاں سی دل میں لیتی ہے تمہاری یاد بھی

میرے عذرِ ناتوانی پر وہ کب آتے تھے باز ۔۔۔ کچھ پتے کی کہہ گئے اُن سے لب فریاد بھی

کہتا ہے ہر وار ہاں میری طرف کو دیکھنا ۔۔۔ اپنی ہر بیداد کی وہ چاہتے ہیں داد بھی

چرخ تجھ سے سیکھ لے بربادیٔ عاشق کے ڈھنگ ۔۔۔ تو ستم ایجاد بھی ہے بانیٔ بیداد بھی

تو ہی اک بیدم نہیں بدنام اُنکی عشق میں ۔۔۔ ایسے ہی رسوا ہوئے تھے قیس اور فرہاد بھی

مستزاد

آنکھ اُس عارضِ پُرنور پہ ڈالی نہ گئی ۔۔۔ ہوش مطلق نہ رہا

حالت اپنی دمِ نظارہ سنبھالی نہ گئی، ۔۔۔ دل پہ قابو نہ ہوا

ساقیا سب سے مری بادہ پرستی بھی جدا ۔۔۔ کیف و مستی بھی جدا

ہوش جاتے رہے ہاتھوں سے پیالی نہ گئی ۔۔۔ اب بھی رٹ ہی کہ پلا

خنجرِ ناز سے دل میرا مقابل ہی رہا ۔۔۔ جان پر کھیل گیا

سر کٹا خون بہا ہاتھ سے پیالی نہ گئی، ۔۔۔ سرخرو میں ہی رہا

روز محفل سے نکلوانے کو تیار رہے ۔۔۔ ایسے بیزار رہے

آرزوئے دلِ مشتاق نکالی نہ گئی، ۔۔۔ تم سے اتنا نہ ہوا

تم تو دل دیتے ہی ایسے گئے گذرے بیدم

بگڑی تقدیر تو حالت بھی سنبھالی نہ گئی ۔۔۔ جو نہ کرنا تھا کیا

سنتے ہیں کہ محشر میں پھر جلوہ گری ہوگی، گیا شاخ تمنا پھر اک بار ہری ہوگی،
اقسام شرابوں کے مت پوچھ پلائے جا میخانے میں تیرے تو جو ہوگی کھری ہوگی،
اک جام کے پیتے ہی ہوش اُڑنے لگے میرے یہ مے تو نہ تھی ساقی شیشے میں پری ہوگی،
پی لی ہے بہانیکو کچھ میرے ستانے کو منہ سے وہی نکلے گی جو دل میں بھری ہوگی
اک جامۂ ہستی کے سو تار ہوئے بیدم کیا اسکو سیئے اِسکو کیا بخیہ گری ہوگی

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اٹھادے معراج والے

نرگس کو تیری ہے انتظاری لالے کے دل پر ہے داغ کاری
محمل میں آجا محبوب باری، مغرب سے اُٹھے گرد سواری

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اُٹھادے معراج والے

اے جانِ مکہ جانان طیبہ، سرو روان بستان طیبہ،
سردار مکہ خاقان طیبہ، یعنی محمدؐ سلطان طیبہ،

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اُٹھادے معراج والے

مہرِ منور ماہ درخشاں شاہ حسینان سلطان خوباں
اے رشک یوسف محبوب سبحاں سُونا ہے تجھ بن بازار کنعاں

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اُٹھادے معراج والے

اے رشکِ عیسیٰ مُردے جلا جا
بگڑے ہوؤں کی بگڑی بنا جا

اے کملی والے جلوہ دکھا جا
آنکھوں میں ہو کر دل میں سما جا

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اٹھا دے معراج والے

اے بندہ پرور مسکین نواز
شہرہ ہے تیرے جود و عطا کا

بیدم ہی کیا ایک عالم کا شاہا
تکیہ ہے تجھ پر تیرا بھروسا

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اُٹھا دے معراج والے

پھر لگی دل کی بجھا لوں تو چلے جایئے گا
خیر سینے سے لگا لوں تو چلے جایئے گا

میں ز خود رفتہ ہوا سنتے ہی جانے کی خبر
پہلے میں آپ میں آ لوں تو چلے جایئے گا

راستہ گھیرے ہیں ارمان و قلق حسرت و یاس
میں ذرا بھیڑ ہٹا لوں تو چلے جایئے گا

پیار کر لوں رخِ روشن کی بلائیں لے لوں
قدم آنکھوں سے لگا لوں تو چلے جایئے گا

میرے ہونے ہی نے یہ روز سیہ دکھلایا
اپنی ہستی کو مٹا لوں تو چلے جایئے گا

چھوڑ کر زندہ مجھے آپ کہاں جائیں گے
گرہ
پہلے میں جان سے جا لوں تو چلے جایئے گا

آپ کے جاتے ہی بیدم کی سنے گا پھر کون
اپنی بیتی میں سنا لوں تو چلے جایئے گا

دل آیا بن گئی جانِ حزیں پر
چبھی برچھی کہیں نکلی کہیں پر

اُنھیں دل دیدیا بے آزمائے
خدا کی مار ہو میرے یقیں پر

نہ چھوٹے جیتے جی کوچہ کسی کا
مروں بھی تو وہیں کی سرزمیں پر

عدو کے ذکر پر شرما گیا کون
پسینہ آگیا جس کی جبیں پر

ملے دل دیکے جن کو خاک میں ہم، ستم ہے دم نکلتا ہے اُنھیں پر
جو کرتے ہیں ستم وہ تازہ ایجاد تو پہلے آزماتے ہیں ہمیں پر
تمھاری خامشی کی حد بھی آخر یہ قصہ ختم بھی ہوگا کہیں پر
دلِ ناداں کی اب آنکھیں کھلی ہیں کہ آیا بھی تو کس پردہ نشیں پر
نہ تڑپا بیدم اس ڈر سے دمِ قتل پڑیں چھینٹیں نہ اُن کی آستیں پر
اُن آنکھوں پر حیا قربان بیدم نزاکت صدقے دستِ نازنیں پر

سحر سے آج ہے روپوش آفتاب کہیں ضرور دیکھ لیا اُن کو بے نقاب کہیں
سر اس طرح بھی اُٹھاتے ہیں اے حباب کہیں مٹا نہ دے تجھے جھنجلا کے موجِ آب کہیں
اُلٹ نہ دے رخِ روشن سے وہ نقاب کہیں پلٹ نہ آئے سرِ شام آفتاب کہیں
ہٹا بھی دو رُخِ پرنور سے نقاب کہیں چھپائی جاتی ہے اللہ کی کتاب کہیں
نکالے چرخ نے گردش کے سیکڑوں مضمون مگر ملا میری تقدیر کا جواب کہیں
عدو کی بزم میں دامن نہ جھاڑ لے ظالم مرے غبار کی مٹی نہ ہو خراب کہیں،
ابھار سینۂ تصویر پہ نہیں ممکن، سراب میں بھی نظر آتے ہیں حباب کہیں،
جھڑی جو دیکھی ہو ساون کی ہنس کے کہتے ہیں کہ رو رہا ہے وہی خانماں خراب کہیں،
کہاں ہے بادہ پرستوں میں نام زاہد کا، ملی نہ ہو اُنھیں فردوس میں شراب کہیں،
یہ کیا کہا کہ جو منصور نے کہا حق تھا، سمجھ لو ذرہ بھی ہوتا ہے آفتاب کہیں
ہماری شکل جو دیکھی تو ہنس گیا ساقی شراب اُٹھا کے کہیں پھینک دی کباب کہیں
سوالِ دید ہمیں بھی کلیم آتا ہے، مگر فضول کہ ملتا بھی ہو جواب کہیں،
خدا رکھے بتِ شیریں دہن سے سحر بیاں، کہانیاں شبِ وصل اُن سے لاجواب کہیں،

دل اور طور یہ دونوں ہیں ایک فرق یہ ہے
کہیں وہ پردہ نشیں ہے نہ نقاب کہیں

نہ لوٹ سامنے سیماب کے تو اے دلِ زار
اڑا نہ لے تیرا یہ رنگِ اضطراب کہیں

عدو تو زینتِ پہلو ہیں ہوں خاک نشیں
ہوا ہے خلق میں ایسا بھی انقلاب کہیں

گذشتہ صحبتیں جب اُن کو یاد دلوائیں
تو ہنس کے بولے کہ دیکھا ہو یہ خواب کہیں

وہ تیرگی ہے مرے گھر کی ٹھوکریں کھائے
جو دوپہر کو بھی آجائے آفتاب کہیں

تمھاری زلف سے ماریہ کو کیا نسبت
بھلا نصیب ہے اُس کو یہ پیچ و تاب کہیں

عدو کے سامنے اُن سے لگاوٹیں یہ دل
ہوئے ہیں ایسے بھی نافہم کامیاب کہیں

رہی یہ مکتبِ لیلیٰ میں قیس کی حالت
کہ خود کہیں نظر اُس کی کہیں کتاب کہیں

کسی سے کرتا ہے گستاخیاں تصور ہیں،
مرا خیال نہ ہو موردِ عتاب کہیں

کمالِ طعنۂ بدگوست کیوں چھپے بیدمؔ
زمیں کی گرد سے چھپتا ہے آفتاب کہیں

ساقی گھٹائیں آئیں دن آئے بہار کے
لا طاق سے شراب کا شیشہ اتار کے

لیتا ہے بوسے اُٹھ کے کفِ پائے یار کے
اللہ رے حوصلے مرے مشتِ غبار کے

پھر فرشِ راہ آنکھیں ہیں نرگس کی باغ میں،
مدت کے بعد پھر قدم آئے بہار کے

چونکے کسی طرح نہ ترے کشتۂ فراق
تھک تھک گیا ہے شورِ قیامت پکار کے

لیجائے کوئی چادرِ گل قبرِ غیر پر،
کافی ہیں ہم کو پھول چراغِ مزار کے

تم اپنی شوخ آنکھوں کی تعریف کرتے ہو
اور پھر مقابلے میں دلِ بیقرار کے

صیاد نے قفس میں خبر تک نہ کی ہمیں،
آئے بھی اور گذر بھی گئے دن بہار کے

گُل کر سکے نہ میری شبِ ہجر کا چراغ
جھونکے بہت سے آئے نسیمِ بہار کے

دشمن کو سر چڑھا کے فلک پر بٹھا دیا
لیکن مٹا دیا ہے مجھے دل سے اُتار کے

وہ بجلی کی چمک وہ گھٹاؤں کے اژدہام
ساری زمین پہ جبکہ ہے فصل خزاں کا دور
اچھے نہیں ہیں جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ

آنکھوں میں پھر رہے ہیں وہ جلوے بہار کے
کیا آسماں سے آئیں گے مضمون بہار کے
تیور کچھ اب کے سال برے ہیں بہار کے

بیدم سے روز جھوٹے ہی وعدے کیا کرو
ہاں ہاں یہی طریق تو ہے اعتبار کے

نہ پوچھو کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں
نہ خواہش ارم کی نہ پروائے جنت
ہوس کیمیا کی نہ اکسیر چاہوں
نہ دنیا نہ اسباب دنیا کو چاہوں

تمھیں کو حبیب خدا چاہتا ہوں
تمھاری گلی میں رہا چاہتا ہوں
غبار در مصطفیٰ چاہتا ہوں
الٰہی تیرا آسرا چاہتا ہوں

حبیب خدا تم کہو اُن کو بیدم
خدا جانے میں کیا کہا چاہتا ہوں

نہ بھرا تو نے تو ساقی کبھی پیمانے کو
جب سمجھ ہی نہیں سمجھائیں گے ناصح کیا خاک
توبہ زاہد مرا دل اور بتوں کا مسکن
یاد کرنے کا یہاں نام فراموشی ہے
مٹنے دو تفرقہ جم جانے دو رنگ وحدت
بیخودی نے اُسے دامن میں چھپا رکھا ہے
سجدے چوکھٹ پہ کریں خاک کو آنکھوں سے ملیں
اُن کے گیسو نے یہ اعجاز دکھایا بیدم

ہاں دعا دیکے چلے ہم ترے میخانے کو
خود سمجھ لیں جو مجھے آتے ہیں سمجھانے کو
کیوں صنم خانہ بتاتا ہے خدا خانے کو
اُن کو پانا بھی نہیں کہتے ہیں کھو جانے کو
شمع کے ساتھ ہی جل بجھنے دو پروانے کو
ہوش اب پا نہیں سکتے ترے دیوانے کو
دیکھ لیں تجھکو تو کعبہ کہیں بت خانے کو
سونگھتے سونگھتے ہوش آ گیا دیوانے کو

آپ ہی کے تو یہ کرتوت ہیں سارے بیدم
خیر سے آپ ہی اب آئے ہیں سمجھانے کو

نہ رُلا دورِ خزاں صورت شبنم مجھکو
صحن گلشن نہ کہیں دے صف ماتم مجھکو

خسروِ ملک سلیمان ہے گدائے درِ دوست
ذرّہ اُس کوچے کا ہے نیرِ اعظم مجھکو

مارے لیتے ہیں پریشان کئے دیتے ہیں
یاد آ آکے ترے گیسوئے پُرخم مجھکو

مے کدہ کعبہ درِ مے کدہ بابِ اکرام
ساقیا جرعۂ ساغر زمزم مجھکو

مدتوں دل میں رکھا رازِ محبت پنہاں
تم نے رسوا کیا اے دیدۂ پرنم مجھکو

ٹھیر لوں یار کے کوچہ میں ذرا دم لے لوں
چین دے گردشِ ایام کوئی دم مجھکو

بلبلِ زار کو بے گل کے قفس ہے گلزار
تو نہ ہو جس میں وہ جنت ہے جہنم مجھکو

خوب رویا ہوں شبِ ہجر گلے مل مل کر
میں ترے غم کے لئے اور ترا غم مجھکو

زخمِ دل کے لئے کافی ہیں سنان و نشتر
اُن کے ہوتے ہوئے کیا حاجتِ مرہم مجھکو

گردشِ چرخ لئے جاتی ہے طیبہ سے مجھے
اب بچا لیجئے یا سیدِ عالم مجھکو

بیٹھے بٹھلائے رولا دینے سے حاصل کیا ہے
کیوں سنا دیتے ہو افسانۂ بیدم مجھکو

آیا ذروں میں نظر نیرِ اعظم مجھکو
کاسۂ دل میں ہوئی سیرِ دو عالم مجھکو

جو خوشی حد سے بڑھی بن کے ملی غم مجھکو
بن گیا خندۂ گل نالۂ ماتم مجھکو

شکوۂ چرخ کیا غم جو دیا کم مجھکو
ہیں وہ غم دوست ہوں غم کا بھی ہو ہم مجھکو

مرتبہ عشق نے بخشا ہے وہ بیدم مجھکو
قیس و فرہاد بھی لکھتے ہیں مکرم مجھکو

میں وہ بلبل ہوں کہ مر جانے پہ میری صیاد
تھام کر دامنِ گل روئے گی شبنم مجھکو

تم ہو ہمدرد تو سو بار مجھے دردِ قبول
تم ہو غمخوار تو پھر غم کا نہیں غم مجھکو

مجھ سے غم دوست زمانہ میں کہاں پیدا ہیں
برسوں روئے گا مرے بعد ترا غم مجھکو

نامہ بر جا تجھے اللہ سلامت لائے
خوف رہتا ہے تیری جان کا ہر دم مجھکو

ہو نہ ہو آج کوئی تازہ بلا آئے گی
رخ پہ وہ زلف نظر آتی ہے برہم مجھکو

یاد ہے برہمئ صحبت احباب مجھے
یاد ہے یاد ہے وہ حشر کا عالم مجکو

جب سے دیکھا ہے پسینہ ترے رخساروں پر
چشمۂ مہر ہے اک قطرۂ شبنم مجکو

کلفت ہجر ہی آخر بنی تدبیر وصال
زخم ہی بڑھکے ہوا زخم کا مرہم مجکو

مانگ بیٹھا ہوں جو تنگ آکے میں مرنیکی دعا
سارے ارمان نظر آتے ہیں برہم مجکو

جب سے وہ مہر جہاں تاب تہ ابر چھپا
اک سیہ خانہ نظر آتا ہے عالم مجکو

سب سے آزردگیوں نے مری آزاد کیا
اب مسرت ہی مسرت نہ یہ غم غم مجکو

سخت جانی مری بے وجہ نہیں تھی قاتل
دیکھنا تھا تری تلوار کا دم خم مجکو

چاک پیراہنی گل پہ ہے موقوف بہار
آخر اک روز ہنسائے گا یہی غم مجکو

منحصر ہے تری مرضی پہ مری موت و حیات
سب پہ ہے یار خوشی تیری مقدم مجکو

سوگ میں دیکھکے اُن کو میں خوشی بھول گیا
مرگ دشمن کا بھی واللہ ہوا غم مجکو

ہمنشیں گردش تقدیر کا ممنون ہوں میں
ڈھونڈھکر دیتی ہے ہر روز نیا غم مجکو

ناتوانوں سے ترے بار مسرت نہ اٹھا
غش پہ غش آیا کئے وصل میں پیہم مجکو

آج لائی ہے نہ کل لائیگی بوئے گیسو
روز بیدم یونہی دیتی ہے صبا دم مجکو

یاد آکر مجھے اے گیسوئے جانان تم نے
کر دیا اور پریشان کو پریشان تم نے

چھیڑ دی خلد کی کیا حضرت رضواں تم نے
کبھی دیکھا ہے مدینے کا بیابان تم نے

کس نے دیوانہ کیا مجکو، مری جان تم نے
تم نے محبوب خدا اے شہ خوباں تم نے

تیر کو دل سے نکالا تو وہ ہنس کر بولے
کیوں جی دو روز بھی رکہا نہ یہ مہماں تم نے

فتنے رفتار کی لینے کو بلائیں اوٹھے
وہ چلی چال مرے سرو خراماں تم نے

نہ فلک سے مجھے شکوہ نہ رقیبوں سے گلا
کھو دیا مجکو مرے حسرت و ارماں تم نے

جاتے ہیں مرے ارمان اُنھیں لانے کیلئے
صبر و مظلومی و مسکینی و جانبازی کا
ہائے دیکھے ہیں کہیں جائے سرو ساں تم نے
خاتمہ کر دیا ائے شاد شہیداں تم نے

وہ چلے آتے ہیں ممنون تمنا بیدم
دیکھو دیکھے نہ ہوں گر بندہ احساں تم نے

اتنا ہمیں تبلا دو پھر جور و جفا کرنا
کیا کرتے ہو عاشق سے اور چاہیئے کیا کرنا

کہنا تو برا کہنا کرنا تو برا کرنا
غیروں کی سُنی کہنا غیروں کا کہا کرنا

تم دیکھو زمانے کو تم کو نہ کوئی دیکھے
گھبراؤ اگر دل میں آنکھوں میں پھرا کرنا

یہ پردہ نرالا ہے اور شرم انوکھی ہے
سیکھے پردگیان دل سے آنکھوں سے حیا کرنا

باز آؤں محبت سے یہ ہو نہیں سکتا
تم لاکھ ستم کرنا تم لاکھ جفا کرنا

مجنوں ہی تک اے لیلیٰ موزوں تھا ترا پردہ
بیکار ہے پھر چھپنا بے سود حیا کرنا

جو بیٹھے ہوئے گھر میں سو فتنے اٹھاتے ہیں
اک کھیل سمجھتے ہیں وہ حشر بپا کرنا

اتنا نہ ہوا تم سے یہ درد جگر کھوتے
دعوائے مسیحائی اب سے نہ کیا کرنا

بیمار محبت کو جب جینے سے نفرت ہو
پھر کیسی دوا بیدم اور کس کا دعا کرنا

پینے سے کام ملے پیر خرابات مجھے
تیرے میخوار دل کا صدقہ تری خیرات مجھے

کام ہے اشک بہانے ہی سے دن رات مجھے
اب تو ہر فصل میں ہے موسم برسات مجھے

ہائے ناکامی قسمت نے کہاں سے پھیرا
لے کے آیا تھا یہاں شوق ملاقات مجھے

صبح ہونے نہ دوں لاکھ قیامت ہو جائے
ہاتھ آجائے اگر وصل کی اک رات مجھے

درد دل سوز جگر حسرت حرماں و قلق
حضرت عشق نے بھیجی ہے سوغات مجھے

جب نظر آئیں ترے عارض و گیسو وارثؒ
دن ہے عید اور شب قدر ہے وہ رات مجھے

آپ کی دید کا کس منہ سے میں ارماں کر دوں
یاد ہیں طور کے انداز ملاقات مجھے

کوچۂ یار میں جنت کی صلا دیں زاہد
نہ بخشنے رائے قبلۂ حاجات مجھے

میں وہ سرکش ہوں کہ مل گئی پی لیتا ہوں
اسمیں آتی نہیں پابندئ اوقات مجھے

قصۂ وامق و فرہاد میں بھولا بیدم
جب سے معلوم ہوئے ہیں ترے حالات مجھے

دل لیا جان لی نہیں جاتی
آپ کی دل لگی نہیں جاتی

سب نے غربت میں مجکو چھوڑ دیا
اک مری بیکسی نہیں جاتی

کیسے کہدوں کہ غیر سے ملئے
اَن کہی تو کہی نہیں جاتی

خود کہانی فراق کی چھیڑی
خود کہا بس سنی نہیں جاتی

خشک دکھلاتی ہے زبان تلوار
کیوں مرا خون پی نہیں جاتی

لاکھوں ارمان دینے والوں سے
ایک تسکین دی نہیں جاتی

جان جاتی ہے میری جانے دو
بات تو آپ کی نہیں جاتی

تم کہو گے جو روؤں فرقت میں
کہ مصیبت سہی نہیں جاتی

اسکے ہوتے خودی سے پاک ہوں میں
خوب ہے بیخودی نہیں جاتی

پی تھی بیدم ازل میں کیسی شراب
آجتک بیخودی نہیں جاتی

کثرت میں جو سمجھا ہی کہ وحدت ہی نہیں ہے
وہ واقفِ اسرارِ حقیقت ہی نہیں ہے

تم آئے تو وہ رنگِ طبیعت ہی نہیں ہے
بیمارِ محبت کی وہ حالت ہی نہیں ہے

اللہ کے ہوتے ہوئے بندوں کی پرستش
اے مردِ خدا کیا تجھے غیرت ہی نہیں ہے

میں ہوں مرے ارمان وہ ہیں اُنکی حیا ہی
خلوت میں بھی تقدیر سے خلوت ہی نہیں ہے

پڑ رہنے کو مل جائے جو وہ سایۂ دیوار
پھر خلد میں جانیکی ضرورت ہی نہیں ہے

سر رکھدیا خود بڑھکے تری تیغِ ادا پر
کیا اب بھی تجھے شوقِ شہادت ہی نہیں ہے

معروف جفا ہیں کبھی مصروف ستم ہیں ||| جب جائیے سنئیے نہیں فرصت ہی نہیں ہے
پورا جو ہو عاشق کا وہ ارمان ہی کیسا ||| جو دل سے نکل جائے وہ حسرت ہی نہیں ہے
کس طرح نظر آئیں ترے حسن کے جلوے ||| مجبور ہے زاہد کو بصیرت ہی نہیں ہے
غصے میں چلے آئے ہیں وہ قتل کو میرے ||| اسوقت اُنھیں پاسِ نزاکت ہی نہیں ہے
طومار تھے شکووں کے ابھی حضرت بیدمؔ ||| وہ آئے تو کچھ حرفِ حکایت ہی نہیں ہے

جو کل تھی وہ آج آپ کی صورت ہی نہیں ہے ||| وہ پھول سے رخساروں کی رنگت ہی نہیں ہے
تنہائی خیالاتِ پریشانِ الم و درد ||| اک جان کی لیوا شب فرقت ہی نہیں ہے
جب آتے ہو کر جاتے ہو تم حشر کا وعدہ ||| یہ کیا ہے جو ہر روز قیامت ہی نہیں ہے
انداز و ادا ناز و کرشمہ بھی بلا ہے ||| کچھ موہنی ظالم تیری صورت ہی نہیں ہے
جو اشک ان آنکھوں سے گرا ہے ترے غم میں ||| اُس گوہرِ نایاب کی قیمت ہی نہیں ہے
کیونکر میں نہیں کو تری جانب سے سمجھ لوں ||| انکار کریموں کی تو عادت ہی نہیں ہے
جب اُن سے بیاں کیجئے تکلیف جدائی ||| کہدیتے ہیں یہ شرط محبت ہی نہیں ہے
رسوا نہ کہلے بند کرو حضرتِ واعظ ||| کیا دخترِ رز صاحب عصمت ہی نہیں ہے
جز خاکِ درِ یار ہو اکسیر کا طالب ||| واللہ وہ بیمارِ محبت ہی نہیں ہے
جب روزِ ازل ہی سے ہیں سرشار ہو بیدمؔ ||| پھر پینے کی تا حشر ضرورت ہی نہیں ہے

مستزاد

آفت میں پھنسا ہوں میں دل اُس بت سے لگا کر ||| ایمان گنوا کر
دشمن سے بھی کہتا ہوں مرے حق میں دعا کر ||| جب یادِ خدا کر
لے حشر کا دن بھی ہے قیامت بھی بپا ہے ||| اب دیکھتا کیا ہے

چلمن کو ہٹا وعدۂ دیدار وفا کر
دیدار دکھا کر

تو نے تو مجھے پھونک دیا سوز محبت
اے آتش فرقت

بڑھتی ہی گئی جلنا رکھا تجھ کو دبا کر
سینے میں چھپا کر

تقدیر تو دیکھو جنھیں محبوب بنایا
دل جن سے لگایا

وہ چلتے ہوئے جان کو اک روگ لگا کر
آفت میں پھنسا کر

بیدم نے تیرا شکوہ کیا ہے نہ کریگا
خاموش رہیگا

تو شوق سے ہر روز جفاؤں پہ جفا کر
بیداد کیا کر

تجھی سے پوچھتے ہو میں ہی بتلادوں کہ تم کیا ہو
تجلی طور سینا کی مرے گھر کا اجالا ہو

مسلمان نا مسلماں گبر ہو کافر ہو ترسا ہو
وہی اچھا ہے ایجاں جو تیری نظروں میں اچھا ہو

تمہارا تو ادا سے مارنا ہی زندہ کرنا ہو
کسی کا کوئی عیسیٰ ہو مرے تو تم مسیحا ہو

میں خوش ہوں ہجر کی ساری بلائیں پھر سر جائیں
مگر اے گیسوئے جاناں نہ تیرا بال بیکا ہو

ذرا کچھ اور بھی ہمت نکل جائے مری حسرت
وہ آتا ہے نظر باب اثر اے ناتواں آہو

کسی کی نیچی نظروں نے کیا کار مسیحائی،
انوکھی بات ہے بیمار سے بیمار اچھا ہو

یہ کس نے کہدیا تم بے نقاب آؤ قیامت میں
کسے منظور تھا اور حشر میں اک حشر برپا ہو

میں کہہ سکتا ہوں لیکن آپ میرا منھ نہ کھلوائیں
سمجھ لیں آنکھوں ہی آنکھوں میں جو میری تمنا ہو

وہ سنکر شکوۂ ظلم و ستم جھنجلا کے کہتے ہیں
کہ ہم نے کب کہا تھا ہم حسیں ہیں یا تم ہمیں چاہو

تمہاری جستجو جس جس جگہ لے جائے جائیں گے
ہمیں اس سے غرض کیا ہے وہ کعبہ ہو کلیسا ہو

وہ دلداری کا وعدہ کرتے ہیں بیدم قسم کھا کر
تصدق کر دو تم بھی جان کو اب دیکھتے کیا ہو

نہ آئے وہ شب وعدہ ملال ہو کہ نہ ہو،
یہ چال ہے تو کوئی پائمال ہو کہ نہ ہو

مریض ہجر کو جینا محال ہو کہ نہ ہو
بنی ہے جان پہ اب جی نڈھال ہو کہ نہ ہو

کسی کے ہوں تو وہ میرے نہوں عدو کے سہی
کسی کا ہو اُنھیں، میرا خیال ہو کہ نہ ہو

کہاں کی داد وفا مجمع قیامت میں،
وہ چپ کھڑے ہیں مجھے انفعال ہو کہ نہ ہو

میں سُن چکا ہوں کہ ہوگا وصال بعد فنا
تو کہئے پھر مجھے جینا وبال ہو کہ نہ ہو

جہاں شراب ترے ہاتھ سے ملی پی لی،
ہمیں غرض نہیں اُس سے حلال ہو کہ نہ ہو

ہم اُنکے مشق تصور کی بن گئے تصویر
اُنھیں بلا سے ہمارا خیال ہو کہ نہ ہو

میں تیرے رونے سے روتا ہوں مرگ دشمن پر
ترے ملال کا مجھکو ملال ہو کہ نہ ہو

غنی ہو دولت عرفاں سے آپ کا بیدمؔ
بلا سے صاحب مال و منال ہو کہ نہ ہو

کسی کے کاکل و رخ پر نثار ہم بھی ہیں،
شکار گردش لیل و نہار ہم بھی ہیں

نسیم صبح لئے چل ہمیں بھی ساتھ اپنے
کہ تیری طرح غریب الدیار ہم بھی ہیں

یہ عین وصل میں مرغ سحر نے کیا کہدی
وہ آب دیدہ ہیں اور اشکبار ہم بھی ہیں

نگاہ گرم سے اے آفتاب حشر نہ دیکھ،
غلام وارث گردوں وقار ہم بھی ہیں

بھلوں کے بعد بُروں پر بھی اک نگاہ کرم
کہ تیرے بندوں میں پروردگار ہم بھی ہیں

دراز دست کرم جب ہوا غریبوں پر
تو بول اُٹھا دلِ اُمیدوار ہم بھی ہیں

شراب پیتے ہیں لیکن نہ اسطرح بیدمؔ
کہ بہکیں اور کہیں بادہ خوار ہم بھی ہیں

ازل سے شیفتۂ رُخ یار ہم بھی ہیں،
فروغ حُسن کے آئینہ دار ہم بھی ہیں

سنگھادے بوئے گل اکبار تو ادھر لاکر
اسی چمن میں نسیم بہار ہم بھی ہیں

ٹھہر ٹھہر دلِ بیتاب چل رہے ہیں وہیں
اکیلا تو ہی نہیں بیقرار ہم بھی ہیں

عبث ہی قیس کو ناز اپنے جوش وحشت پر
قدیم عشق کے خدمت گذار ہم بھی ہیں

ملے عروج نہ کیوں ہم کو خاکساری میں
کہ لے صبا کسی در کے غبار ہم بھی ہیں

ہمارے عفو گنہ پر پکار اُٹھے زاہد
کہ پُر گناہ تو اے کردگار ہم بھی ہیں

ہر ایک بات پہ ہم سے بھی کیا قسم لو گے
عدو کی طرح سے بے اعتبار ہم بھی ہیں

ہمیں خدا کیلئے اے صبا خراب نہ کر
کسی گلی کے تو آخر غبار ہم بھی ہیں

ہزار بار اگر ہو چکی عدو پہ نظر
تو مستحقِ کرم ایک بار ہم بھی ہیں

ہمیں بھی تو چہچہے کرنے دے باغباں کچھ دن
کہ بلبلِ چمن روزگار ہم بھی ہیں

اگر وہ زینتِ پہلوئے غیر ہیں بیدم
تو حسرتوں سے یہاں ہمکنار ہم بھی ہیں

بنی پیش نظر ہیں قلب میں خالق کا جلوہ ہے
مری آنکھیں مدینہ اور میرا دل ہی کعبہ ہے

ارم کہتے ہیں جسکو وہ بیاباں ہے مدینے کا
یہ جنت جسکے چرچے ہیں ترے روضہ کا نقشہ ہے

تجلی میری آنکھوں کی ترے عارض کا پرتو ہے
یہ جلوہ گاہ تیری یہ جلوہ تیرا جلوہ ہے

کوئی پردہ نشیں ہے جلوہ فرما خانہ دل میں
خیالِ وصل پھر آنا ابھی پردہ ہے پردہ ہے

یہ مانا زشتیٔ عصیاں سے خستہ حال ہے بیدم
خدایا رحم کر آخر تو وہ تیرا ہی بندہ ہے

مرا دل اس پہ نازاں ہے کہ دل ہوں پر میں وہ دل ہوں
زمانہ حسن کا مجنوں ہے میں اُس لیلیٰ کا محمل ہوں

تڑپنا بھی نہ آتا ہو جسے وہ مرغِ بسمل ہوں
جو اپنی ہی لگی میں جل بجھے وہ شمعِ محفل ہوں

صبا میرے تن کاہیدہ کو تو ہی اڑا لے چل
کہ دور افتادہ ہوں درماندہ ہوں گم کردہ منزل ہوں

مقرر ہے دل کہ وہ آئیں تو مجھ میں کیا کریں آکر
سراپا غم کدہ کی شکل ہوں اُندوہ منزل ہوں

مرا خوں بھی وہ جادو ہے کہ سر پر چڑھ کے بولے گا
سرِ محشر پکار اُٹھو گے تم میں تیرا قاتل ہوں

لئے بیٹھا ہوں میں اپنا دل صد پارہ محفل میں
کوئی اک دل سے شامل ہو تو میں سو دل سے شامل ہوں

خدا رکھے مری مستی کا زاہد کیا ٹھکانا ہے
یہاں تک بیخودی ہے اپنی ہستی سے بھی غافل ہوں

میں آوازِ جرس ہوں ہمنشیں یا نکہتِ گل ہوں
کہ سب سے دور بھی ہوں اور میں ہر سب میں شامل ہوں

نہیں معلوم کیا کہکر چھری پھیری تھی گردن پر
کہ شہرگ سے صدا آتی ہے میں ممنون قاتل ہوں

ستم پر ناز ہے ان کو مجھے ضبط و تحمل پر
جفاؤں میں وہ یکتا ہیں وفاداری میں کامل ہوں

اُنھیں محفل سے کیوں میرے نکلوانیکی کوشش ہے
نصیب دشمناں کیا غیر کی میں حسرتِ دل ہوں

وہ آساں ہوں کہ آسانی سے ہر مشکل میں پھنس جاؤں
نہ آسانی سے جو آسان ہو وہ دشوار مشکل ہوں

نہ دل اُس زلف میں پھنستا نہ یہ مجھ پر بلا آتی
اسی کمبخت کے ہاتھوں میں پابند سلاسل ہوں

شکایت اُن سے جب کرتا ہوں اپنی بیقراری کی
تو کہتے ہیں کہ کیا میں باعثِ بیتابیٔ دل ہوں

گلستانِ جہاں میں نکہتِ گل کیطرح بیدم
جدا بھی ہوں اُسی مجمع سے جس مجمع میں شامل ہوں

میرے سر پر ہے بیدم سایۂ محبوب سبحانی
غلامِ قادری ہوں میں مرید شیخ کامل ہوں

وہی قصر وہی گلزار بھی ہے جو وہ یار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
گل و غنچہ ہے فصل بہار بھی ہے وہ نگار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

وہی دل وہی دیدۂ و عقل و خرد وہی حسرت و یاس و اُمید و قلق
وہی گردش لیل و نہار بھی ہے جو قرار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

کبھی سکتہ ہے اور کبھی آہ و فغاں کبھی دردِ جگر کبھی سوزِ نہاں
دل غمگیں ہے اور غمِ یار بھی ہے غمخوار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

وہی تخت تجمل مسندِ جم وہی ماہی مراتب جاہ و حشم
وہی قصر وہی دربار بھی ہے سرکار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

وہ ہی بیدم خستہ جگر بھی سہی، وہی مثل کلیمؑ نظر بھی سہی،
وہی طور وہی طومار بھی ہے دیدار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

جان پر بن گئی اب وقت مسیحائی ہے
تیرے در پر خلش درد جگر لائی ہے

ساقیا پھول کی چل جائے تو ہم بھی سمجھیں
ایسے آنے کو تو ہر سال بہار آئی ہے

کوچۂ یار میں کس ٹھاٹھ سے جاتا ہوں میں
پیچھے میں ہوں مرے آگے مری رسوائی ہے

آئینہ خانہ بنی جلوہ گہ ناز تیری
تیرا حیرت زدہ آپ اپنا تماشائی ہے

کوئی کہکر انھیں سمجھائے تو کیونکر سمجھائے
قابل دید ہماری شب تنہائی ہے

پھول برسائے در پیر مغاں پر اگر
جب تو ہم جانیں کہ گھنگور گھٹا چھائی ہے

وحشت دل کا مرے شوق سے چرچا کیجئے
ہیں جو بدنام ہوا آپکی رسوائی ہے

سر شوریدہ کے سو ٹکڑے ہوئے در پہ ترے
لیکن ابتک بھی وہی شوق جبیں سائی ہے

اپنے بیمار کا بھی تم سے مداوا نہ ہوا
بس اسی برتے پہ دعوائے مسیحائی ہے

عشق میں دل نے یہ کہہ کہکے بڑھائی ہمت
دو قدم اور چلو کوچۂ رسوائی ہے

اسپہ مسرور ہے دل آیا ہے پیغام وصال
یہ خبر ہی نہیں کمبخت کی موت آئی ہے

جب کھلی چشم حقیقت تو یہ دیکھا بیدم
کہ تماشا بھی وہی ہے جو تماشائی ہے

بسمل کیا نہ تیر نہ شمشیر دیکھئے
جادو بھری نگاہوں کی تاثیر دیکھئے

چہرہ ہے شرح سورۂ والشمس تو یہ زلف
واللیل اذا سجیٰ کی ہے تفسیر دیکھئے

میں آپ ہی کے نام کو رٹتا رہا ہوں رات
شاہد ہیں اس کے نالۂ شبگیر دیکھئے

آئینہ خانے میں متحیر ہے چشم شوق
تصویر دیکھئے کہ یہ تنویر دیکھئے

آوارگان عشق کا کیا پوچھتے ہو گھر
یہ طوق ہے یہ حلقۂ زنجیر دیکھئے

ہنسنے کو لاکھ ہنسئے مگر دل میں فرق ہے
بل کھا رہی ہے زلف گرہ گیر دیکھئے

بیدم غبار بن کے رہا کوئے یار میں
مٹی میں مل کے پائی ہے جاگیر دیکھئے

اُٹھو کہ وقت مناجات ہے مسلمانو
یہ رات قاضیٔ حاجات ہے مسلمانو

اُٹھو اُٹھو کہ فرشتے جگا کے کہتے ہیں،
یہ وقت لطف عنایات ہے مسلمانو

اُٹھو کہ ماہِ عرب کی ہے چاندنی پھیلی
اُٹھو کہ نور بھری رات ہے مسلمانو

اُٹھو جو چین سے سونا ہے تم کو مرقد میں
یہ رات کان فیوضات ہے مسلمانو

جو دن صیام کے کانِ عطا و بخشش ہیں
تو رات عین فیوضات ہے مسلمانو

وہ والضحیٰ کی شرح اور یہ معنیٔ واللیل
عجیب دن ہے عجب رات ہے مسلمانو

شجر حجر در و دیوار جاگیں تم نہ اُٹھو
بڑے ہی شرم کی یہ بات ہے مسلمانو

جگانا چاہو جو سوتے ہوئے مقدر کو
نہ سوؤ آج کوئی بات ہے مسلمانو

جو سویا کھویا جو جاگا سو پا گیا مقصود
ہزار بات کی اک بات ہے مسلمانو

نزولِ رحمتِ باری کی یہ گھڑی جاگو
اُٹھو کہ نور کی برسات ہے مسلمانو

اُٹھے خدا کے پیارے رسولؐ کے جانی
ہزار آفریں کیا بات ہے مسلمانو

جو چاہو مانگ لو بے پردہ ہیں خدا و رسولؐ
یہ وقت رفع حجابات ہے مسلمانو

ٹھہر ٹھہر کے چلے قافلہ مدینے کا،
یہ لطف قطع مسافات ہے مسلمانو

مدینے پہونچو تو بیدم کے مجرے پہونچانا
یہی غریب کی سوغات ہے مسلمانو

خوشی کے ساتھ تحیر بھی کچھ نگاہ میں ہے
کلیم خیر سے کیا آج جلوہ گاہ میں ہے

نہ کوئی مہر میں خوبی نہ حسن ماہ میں ہے
بھلا وہ ہی جو بھلا آپ کی نگاہ میں ہے

چرا نہ آنکھ نظر چار کر میں دیکھوں تو،
مجھے ہے شبہ مرا دل تری نگاہ میں ہے

ہوئے ہیں دفن یہاں کشتگان حسرت دید
سنبھل کے چلیے کہ آنکھوں کا فرش راہ میں ہے

میں سو رہا ہوں تصور میں ہمسایۂ جاناں کے
نصیب ہے کہ وہ بیدار خوابگاہ میں ہے

کسی کی زلف میں ہوتی تو حسن کہلاتی
یہ تیرگی جو مرے نامۂ سیاہ میں ہے

عدو ہی میں ہوں حیا بھی ہے شوخیاں بھی ہیں،
زمانے بھر کی سمائی تری نگاہ میں ہے

میں کیا بتاؤں تمھیں حال رفتگان عدم،
کوئی ہے زینتِ منزل تو کوئی راہ میں ہے

تعینات سے گذرے تو یہ نظر آیا
جو ذرّے میں ہے وہ ہی جلوہ مہر و ماہ میں ہے

ہزار کرتی ہے مایوس بیرخی تیری،
اُمید عفو مگر چشم عذر خواہ میں ہے

اثر ملے تو اُسے دیکھے لے رسید اُس کی
ہمارا نامۂ غم جیب پیک آہ میں ہے

مرا رہا تو حقیقت ہی کیا مرے دل کی
بس ایک چیز ہے جبتک تری نگاہ میں ہے

ذرا لیا کوئی احسان جھک گئی گردن
مرے لئے تو یہاں بار کوہ کاہ میں ہے

کس ایسے نور کے پتلے سے لڑ گئی ہے نظر،
کہ آفتاب بھی ذرّہ میری نگاہ میں ہے

وہ کہہ رہے ہیں مرے دل کی اضطرابی پر
کہ مدعی سے بھی تیز ہی سوا گواہ میں ہے

سنا ہے حضرتِ بیدم نے آج توبہ کی
خوشی شیوخ میں ہے دہوم خانقاہ میں ہے

عدو کے پھولوں کی یہ آبرو نگاہ میں ہے
کہ ایک پھول اُسی کا تری کلاہ میں ہے

وہ ہی ہے دل میں جو کرتا ہے میرے دل کو تباہ
جو خوں رلاتی ہے صورت وہی نگاہ میں ہے

جلائے مارے گرائے اُٹھائے مست کرے
میں اُس کے صدقے یہ تاثیر جس نگاہ میں ہے

جو دل سے نکلے تو شعلہ کہو شرارہ کہو
نہیں تو آہ میں کچھ ہے نہ واہ واہ میں ہے

اسی میں چھنکے سلے کاش شربتِ دیدار
یہ ایک ہلکا سا پردہ جو جلوہ گاہ میں ہے

خطا یہ ہے کہ خطا کیوں نہیں ہوئی مجھ سے
میں بے گناہ ہوں تعزیر اس گناہ میں ہے

کہاں ہیں غیر بلا و مقابلہ ہو جائے،
کہ امتحانِ وفا آج قتل گاہ میں ہے

کسی کو مل کے کیا زندہ تو کسی کو ہلاک،
عجیب طرح کی تاثیر اُس نگاہ میں ہے

کلیم کس سے مخاطب ہے لن ترانی گو
تمہارے ساتھ کوئی اور جلوہ گاہ میں ہے

سنبھل کے منزل الفت کو طے کرو بیدمؔ
کہ ٹھوکر و لغزش تا ادب کا میل راہ میں ہے

مرا اشارہ یہ خنجر سے قتل گاہ میں ہے
کہ اک فلک کا ستایا تری نگاہ میں ہے

اگرچہ ہونے کو دشمن بھی قتل گاہ میں ہے
مگر شہید وفا آپ کی نگاہ میں ہے

حسین یوں تو ہزاروں ہیں پر وہ بات کہاں
جو بانکپن مری اُس بانکے کج کلاہ میں ہے

تری نہیں میں ہی ہاں ہاں میں یوں نہیں مضمر
کہ جیسے نفی سے اثبات لاالٰہ میں ہے

تمہارے شیخ و برہمن ہیں دونوں حلقہ بگوش
یہ تبکدے میں ہے وہ اپنی خانقاہ میں ہے

مٹا دیا مری آشفتہ خاطری نے مجھے
نہ لطف طاعت حق میں نہ کچھ گناہ میں ہے

کلیم میں نے بھی دیکھا نہیں اگر اُس کو
تو کس کے حسن کا جلوہ مری نگاہ میں ہے

مقام عشق میں محمود اور ایاز ہیں ایک
یہاں تو فرق گدا میں نہ بادشاہ میں ہے

یہ بے بلائے ہوئے کون آگیا مرے گھر
لو اب تو سمجھے کہ تاثیر میری آہ میں ہے

دل اُن کی مانگ میں صبر و قرار کھو بیٹھا
یہ کیسی لوٹ مسافر کی شاہراہ میں ہے

کسی نے حکم دیا اور کسی نے کی تعمیل
اسی قدر مری شرکت مرے گناہ میں ہے

قیامت آئی کہ اُس رُخ سے ہٹ گئی ہی نقاب
یہ آج کیا ہے کہ اک دھوم جلوہ گاہ میں ہے

نکل رہا ہے ادھر میان سے ترا خنجر
اُدھر سے موت مری چل چکی ہے راہ میں ہے

مقام وصل فنا و بقا سے آگے ہے
سُنا ہے حشر کا میدان اُس کی راہ میں ہے

دل گئے دل سے سپہر بریں کے پار گیا
حضور دیکھئے یہ تو ڑ تیر آہ میں ہے

ہمیں تو اُنکی عطا کا ہے آسرا بیدمؔ
نہ اپنے نالوں میں تاثیر ہی نہ آہ میں ہی

دل عاشق کے لئے جب عشق ساماں لیچلا
ڈھونڈھ کر حسن ملاحت بھی نمک داں لے چلا

دل کو ساتھ اپنے خیالِ دیدِ جاناں لے چلا
گھر بھی ساتھ اپنے ہمارے گھر کا مہماں لے چلا

تیرگی چھائی ضیا کا ساز و ساماں لے چلا
روشنی گھونگھٹ لگا کر روئے تاباں لے چلا

بعد مجنوں کے جنوں وحشت کا ساماں لیچلا
دھجیاں دامن کی لیں تارِ گریباں لے چلا

حسرتِ دیدار داغِ ہجر امیدِ وصال
بے سر و ساماینوں پر بھی یہ ساماں لے چلا

اے دلِ بیتاب کل کی ذلتیں بھی یاد ہیں
پھر اُسی کوچہ میں ہم کو دشمنِ جاں لے چلا

لیچلا کیا بزمِ ہستی سے دلِ حرماں نصیب
یاس و حسرت لیچلا غم ہائے ہجراں لے چلا

وائے محرومی کہ میں دیدارِ جاناں کی عوض
بھر کے آنکھوں میں غبارِ کوئے جاناں لے چلا

بارگاہِ عشق میں نذرانۂ حسن و جمال
ہیں دلِ مجروح اور یہ چشمِ گریاں لے چلا

دیکھ بیدم اشتیاقِ دید بھی کیا چیز ہے
مجھ سے زار و ناتواں کو پا بجولاں لیچلا

وہ زہر کو سمجھے ہیں کہ داروئے شفا ہے — شیشے میں بھرا ہے
کہتے ہیں یہی دردِ محبت کی دوا ہے — پی دیکھتا کیا ہے

یاد آ گئی تازہ ہوئے پھر زخمِ نہانی — لو مرنے کی ٹھانی
درد آج مرے سینے میں کچھ کل سے سوا ہے — جی اُلجھا ہوا ہے

کیا پوچھتے ہو عشق و محبت کے کرشمے — یہ طول ہیں قصے
آزاد کوئی کوئی گرفتارِ بلا ہے — اک حشر بپا ہے

کیوں آتی ہے روز اے شبِ فرقت مرے گھر پر — جا غیر کے در پر
کیا تجھکو مرے خانۂ ویراں میں دھرا ہے — غیروں میں مزا ہے

بیکار ہیں تدبیریں عبث کوشش بیجا — اے عاقل و دانا
ہوگا وہی بیدم جو مقدر میں لکھا ہے — جو حکم خدا ہے

ہوائے دود سوز غم مرے دل کی تمنا ہے
بہر اشک دیدۂ پرنم مرے دل کی تمنا ہے

شب غم ہیں شریک غم مرے دل کی تمنا ہے
رفیق و مونس و ہمدم مرے دل کی تمنا ہے

کبھی فرقت میں سوز غم مرے دل کی تمنا ہے
کبھی یہ دیدۂ پرنم مرے دل کی تمنا ہے

مری جان حزیں طیبہ میں چھوڑے جسم خاکی کو
یہ اے فخر بنی آدم مرے دل کی تمنا ہے

تری چوکھٹ ہو میرا سر ہو سجدے ہوں تحیت کے
یہی اے قبلۂ عالم مرے دل کی تمنا ہے

سوائے درد کلفت اور کوئی پھل نہیں دیتی
عجب شاخ نہال غم مرے دل کی تمنا ہے

ابھی جان لیں وہ بھی کہ ہم پر مٹ گیا کوئی
وہ میرا خود کریں ماتم مرے دل کی تمنا ہے

بھری محفل سے دشمن کو عبث تم نے نکلوایا
نکلنے کے لئے کیا کم مرے دل کی تمنا ہے

زمانے بھر کی رسوائی ہو مجکو عشق میں حاصل
بھلی ہو یا بری تاہم مرے دل کی تمنا ہے

تمہیں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں کعبہ میں کلیسا میں
تمہارے راز کی محرم مرے دل کی تمنا ہے

دکھاتی ہے مجھے گھر بیٹھے نقشہ سارے عالم کا
میری آنکھوں میں جام جم مرے دل کی تمنا ہے

دکھائے دیتی ہے دنیا کو نقشہ حسرت دل کا
بڑی کمبخت نامحرم مرے دل کی تمنا ہے

عبث انکی خلاف وعدگی مجکو رلاتی ہے
رلانے کو مرے کیا کم مرے دل کی تمنا ہے

ہوا باندھے نہ کیوں رنگ پریدہ روئے عاشق کا
نشان عشق کا پرچم مرے دل کی تمنا ہے

نہ کعبے سے غرض ہے اور نہ بتخانہ سے مطلب ہے
نئی دنیا نیا عالم مرے دل کی تمنا ہے

مری بے جان حسرت میں اسی سے جان پڑتی ہے
مجھے تو عیسیٰ مریم مرے دل کی تمنا ہے

تمہاری سختیوں سے ٹوٹ جائے غیر ممکن ہے
بہت مضبوط مستحکم مرے دل کی تمنا ہے

اسی پر آرے چلتے ہیں اسی کے ٹکڑے ہوتے ہیں
شہید ابروئے پرخم مرے دل کی تمنا ہے

اسے غصہ کی گرمی سے اڑا دو ہو نہیں سکتا
بھلا کیا قطرۂ شبنم مرے دل کی تمنا ہے

کس کی بے نیازی اے بےخبر آکر غرض کیا ہے
دلِ مجروح کا مرہم مرے دل کی تمنا ہے

لبوں تک آنہیں سکتا ہے حرفِ آرزو کوئی
کسی کے راز کی محرم مرے دل کی تمنا ہے

تری خاموشیوں نے مدعائے دلکو لے ڈالا
کبھی بیدل کبھی بیدم مرے دل کی تمنا ہے

غبار وادیٔ مجنوں کو محمل کی تمنا ہے
تمہارے بادیہ پیما کو منزل کی تمنا ہے

بہائے خونِ حسرت تیغ قاتل کی تمنا ہے
گلا تلوار پر رکھدے یہ بسمل کی تمنا ہے

کمالِ عشق میں معشوق بنجاتا ہے ہر عاشق
گلے مجکو لگالے تیغ قاتل کی تمنا ہے

ستمگر ہے کوئی تقدیر سے کوئی ستم کش ہے
کوئی قاتل کی ہے دلدادہ کوئی بسمل کی تمنا ہے

الٰہی ورطۂ طوفان غم میں غرق ہو جاؤں
میں وہ کشتی ہوں جسکو بُعدِ ساحل کی تمنا ہے

خدا نے منتخب جسکو کیا اولاد آدم میں،
ازل سے مجکو اس انسان کامل کی تمنا ہے

ستایا ہے بہت کچھ اضطرابِ قلب مضطر نے،
ہمیں مشکل کشا سے حلِ مشکل کی تمنا ہے

بہار آئی ہے پھر سودا ہوا ہے زلف پیچاں کا
مجھے پھر اندنوں قید سلاسل کی تمنا ہے

نہ لوں گا میں اگر آکر خضر بھی آب حیواں دیں
کسی کے ہاتھ سے زہر ہلاہل کی تمنا ہے

تمہارے وصل کی خواہش ہے یا ترک محبت کی
ہماری جان کی لیوا ہے جو دل کی تمنا ہے

وہ آئے بے بلائے مدعا بھی ہو گیا حاصل
مگر دل کو ابھی تک جذب کامل کی تمنا ہے

کرم مشتاق سائل اور ہیں مشتاقِ کرم تیرا
ترے سائل کو تیری تجکو سائل کی تمنا ہے

کہاں سے لاؤں کس سے لاؤں کیونکر لاؤں اے بیدم
کروں کیا روز اُن کو اک نئے دل کی تمنا ہے

گلوں کو باغ میں شورِ عنادل کی تمنا ہے
حسینوں کو بھی ارمانوں بھرے دل کی تمنا ہے

نکالے دیتے ہو جسکو سمجھ کر غیر کی حسرت
وہ میری آرزو ہے وہ مرے دل کی تمنا ہے

ہمارے دل سے پوچھو جان لے لی اس تمنا نے
انھیں کیا ہے انھیں تو دل لگی دل کی تمنا ہے

بجا ہے غیر اچھا غیر کی ہر آرزو اچھی ، نہ میں اچھا نہ کچھ اچھی مرے دل کی تمنا ہی

یہی فقرہ اوڑا لایا مرا اپنے پریرو کو ابھی دیتا ہوں تم کو کیا تمھیں دل کی تمنا ہی

یہ مجھسے دور ہو جائے تو وہ آجائیں پہلو میں وہ اُن کی آرزو ہی یہ مرے دل کی تمنا ہی

نہ نکلے گی کبھی یہ جان کی دشمن نہ نکلے گی ، اجی کیا کھیل ہے کیا دل لگی دل کی تمنا ہی

عبث غصے میں تم نے آئینہ کو چور کر ڈالا یہ میں نے کب کہا تھا یہ مرے دل کی تمنا ہی

جسے میں کہہ نہیں سکتا جسے تم سن نہیں سکتے وہ ہی ہے آرزو میری وہی دل کی تمنا ہی

مری ہستی ہی کیا اور میں ہی کیا ہاں سچ تو کہتے ہو نہ میرا دل ہے کوئی شے نہ کچھ دل کی تمنا ہی

وہ جب آئینہ دیکھیں میری صورت سامنے آئے انوکھی آرزو میری وہ ہی دل کی تمنا ہی

وہ آئیں تو جو کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے یہ نشتر ہے مرے پہلو میں یا دل کی تمنا ہی

مرے پہلو میں بیٹھے چٹکیاں لے لے کے کہتے ہیں کہاں ہی آپ کا دل کس جگہ دل کی تمنا ہی

ہمائے جذب کامل نے کسی کے منھ سے کہلایا تمنائے دل بیدم مرے دل کی تمنا ہی

دو کام کئے آکر اک تیر نظر تو نے ، چبھتے ہی کلیجے میں لی دل کی خبر تو نے

زخمی کئے آتے ہی دل اور جگر تو نے چھوڑا نہ کوئی پہلو اے تیر نظر تو نے

گھبرایا ہوا گھر سے یہ کون چلا آیا کیوں دیکھ لیا ابتو آہوں کا اثر تو نے

توڑا مرا دل تو نے اس دل میں مرا کیا تھا برباد کیا ظالم اپنا ہی تو گھر تو نے

دشمن نے تو اُس در سے اٹھوا ہی دیا ہوتا پر اُٹھکے بٹھایا ہے لے درد جگر تو نے

کل محفل جاناں میں اُٹھ اُٹھ کے بٹھایا ہی احسان کیا مجھ پر اے درد جگر تو نے

تو ہی کو بُرا کہتا واللہ نہیں کہتا اک بار بھی اے واعظ پی ہوتی اگر تو نے

جو تیرے لئے اپنی ہستی کو مٹا بیٹھا بھولے سے کبھی ظالم لی اس کی خبر تو نے

ایمان رہا قایم تو خود ہی بنا بیدم — قدموں پہ جب اُس بت کے یوں رکھدیا سر تو نے

سہرا

رخِ نوشاہ پہ ہے سایۂ یزداں سہرا — جیسے بسم اللہ ہے زیبِ سرِ قرآں سہرا

ماہ چہرہ تو ضیائے مہِ تاباں سہرا — کیا ہی اُس رخ سے ہی ہم دستِ گریباں سہرا

کہتی ہیں لائی ہیں پھولوں کا جو یہ باں سہرا — باندھ لے باندھ لے اے رشکِ سلیماں سہرا

قمریاں صلِ علیٰ صلِ علیٰ کہنے لگیں — دیکھ کر آج ترا سروِ خراماں سہرا

صدقے کر دیتے زلیخا کی طرح جانِ عزیز — دیکھ لیتے جو ترا یوسفِ کنعاں سہرا

نظرِ دیدۂ بد بیں کی نگہبانی کو — خسروِ حُسن ہے نوشاہ تو دربان سہرا

بڑھ کے گوندھا ہے ہر اک پھول پہ سو بار درود — کیوں نہ ہو یمن و سعادت کا ساماں سہرا

کیا یہ نوشے کے سراپا کی بلائیں لے گا — سر کا آتا ہے جو تا گوشۂ داماں سہرا

یہ لچکنا نہیں پھولوں کا ہے تحریکِ نشاط — شادی و عیش کا ہے سلسلہ جنباں سہرا

سر پہ دولہا کے رہے سایۂ دامانِ حضور — اور مبارک ہو اُسے حضرت جیلاں سہرا

گلِ مضموں کا تو اک ہار بنا لے بیدم — لائے ہیں گلشنِ فردوس سے رضواں سہرا

نسیمِ صبحدم نے جب نوازا اہلِ گلشن کو — تو جھکولے دیئے پہلے مری شاخِ نشیمن کو

چھپاتے ہو عبث گھونگھٹ میں اپنے روئے روشن کو — ہوائے شوقِ نظارہ رکھے گی در پہ چلمن کو

مرا سینہ پسند آیا خیالِ روئے روشن کو — مبارک شمعِ قصرِ لامکاں صحرائے ایمن کو

کوئی حد ہے کدورت کی کہ جب تربت پہ آتے ہیں — تو سو سو حیلوں سے وہ جھاڑتے جاتے ہیں دامن کو

جوانی نے اُنھیں بھی کشمکش میں ڈال رکھا ہے — جھکاتی ہے حیا شوخی اُٹھا دیتی ہے گردن کو

مؤذن نے ازل ہی میں مجھ سے اندازِ فغاں سیکھا — بنائی طرزِ نالہ میں نے ناقوسِ برہمن کو

قیامت ہے مرے دل کا دکھانا میں وہ بلبل ہوں
کہ اے گل ایک نالہ میں ہلا دوں سارے گلشن کو

دس اُسکے وار ہیں مرتے ہیں سو اُسکے اشارے میں
میں خنجر پر تیرے ترجیح دوں گا تیری چتون کو

برائی کا عوض بھی میرے مذہب میں بھلائی ہی
ہمیشہ یاد کرتا ہوں دعا کے ساتھ دشمن کو

ترے ہاتھوں سے اے جوشِ جنوں میں تنگ آیا ہوں
گریباں سی نہ پایا تھا کہ پھاڑا تو نے دامن کو

ذرا ہم بھی تو دیکھیں طور پر کیسی تجلی تھی
چمک کر پھونک دے برقِ جمالِ یار چلمن کو

نہ جانے کیا خیال آتا ہے اکثر جب وہ آتے ہیں
بڑی حسرت سے پھر پھر دیکھتے ہیں میرے مدفن کو

یہ ہے حبِ وطن غربت میں جب مجھکو ملا کوئی
تو میں نے دوست سے بھی پہلے پوچھا اپنے دشمن کو

یہاں ہیں کوچۂ جاناں میں پہونچا یہ گری دہر سے
مرے نظارے سے کیوں ضعف آجاتا ہی چلمن کو

خدایا راس آئے سبحۂ و زنار کا رشتہ
جنابِ شیخ نے چاہا ہے اک اُلفت برہمن کو

تعجب ہے انھیں ہیں اُنکے ٹھکراتے ہی جی اٹھا
وہ آئے تھے فقط گھر سے مٹانے میرے مدفن کو

تماشے کی طرح سے دیکھیے بیتابیاں میری
ترانہ ہی سمجھکر آپ سنیئے میرے شیون کو

برنگِ نکہتِ گل باغ میں ہوں اور نہیں ہوں میں
یہ بجلی ڈھونڈتی پھرتی ہی کیا میرے نشیمن کو

صلائے عقل و دانش کب ہے ہمدم مانعِ وحشت
نکل جاتا ہی مجنوں توڑ کر زنجیر آہن کو

میسر ہو اگر قسمت سے شاخِ گل نشیمن کو،
چہک کر بلبلیں سر پر اُٹھالیں صحنِ گلشن کو

عجب کیا پھونک دے اُنکی نگاہِ گرم گلشن کو
مثل ہی ایک چنگاری جلا دیتی ہی خرمن کو

سنبھلکر روندہنا اُو شہسوارِ ناز مدفن کو
کہ میری خاک اُڑیگی تاک کر تیرے ہی دامن کو

او جاڑا ہے صبا جس طرح سے میرے نشیمن کو
یونہی برباد کرنا تھا مرے دشمن کے خرمن کو

وہ وحشی ہوں کہ جب فارغ ہوا جیب گریباں سے
تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھدیا صحرا کے دامن کو

نہیں ہیں بھی لپٹ جاتی ہی آکر بوئے گل مجھ سے
وہی الفت ہی میرے ساتھ اتبک اہلِ گلشن کو

ادائے یار تیری سادگی پر جان جاتی ہے
کوئی پوچھے مرے دل سے ترے بیساختہ پن کو

ٹھنی ہے اب تو میرے دل میں یوں نظارہ بازی کی
کہ بدلوں آنکھ کے پردے سے انکے در کی چلمن کو

ہیں اس مردم شناسی ور سمجھ کے صدقے ہو جاؤں
سمجھ رکھا ہے دشمن دوست کو اور دوست دشمن کو

یہ قتل عام کی تکلیف کیوں سرکار فرمائیں،
اشارہ کیجئے مژگاں کو ایما چشم پرفن کو

زمین شعر کو رنگین بناتی ہے زباں اپنی،
ہمارے پیچھے گلشن بنا دیتے ہیں گلشن کو

کیا صد چاک اپنا سینہ یوں راہ رسائی دی
نگاہ حسرت آگیں کا ہے کتنا پاس چلمن کو

کرے گا حشر میں غماز یاں یہ خون ناحق کی،
مرے سر سے بھی پہلے تم نہ اٹھو اپنے دامن کو

مرا پیغامبر واقف ہے اُن کی بد مزاجی سے
کہ باتیں کر رہا ہے دیکھتا جاتا ہے چتون کو

خدا رکھے مرا سوز جگر بے طرح کام آیا
اسی اک شمع نے روشن کیا ہے کنج مدفن کو

عجب تقسیم کی قسام قسمت نے ترے صدقے
کہ بیتابی مجھے دی شوخیاں دیں اُنکی چتون کو

کن انکھوں سے تو اُس کا گھورنا دیکھا نہیں جاتا
کہو تو خاک بھر کر بند کر دوں چشم روزن کو

محبت مذہب اپنا صلح کل مشرب ہمارا ہے
کرینگے شیخ کو آداب پا لاگن برہمن کو

خدا رکھے تمہارا نام مٹنے دو نشاں میرا
تم آؤ شوق سے آکر مٹا دو میرے مدفن کو

اگر بے پردہ ہو جاتا یقیں ہے حشر ہو جاتا
گرا دیں بجلیاں مجھ پر ہٹا کر تو نے چلمن کو

جو کر دیتی ہے ٹکڑے انتظار یار کی وحشت
نگاہ منتظر کے تار سے سیتا ہوں دامن کو

وہیں بجلی بھی میری خوبیٔ قسمت سے گرتی ہے
جہاں ہیں چار تنکے جمع کرتا ہوں نشیمن کو

ہمیں دونوں جہاں میں ہے اسی کا آسرا بیدم
یہ کیونکر ہو کہ پا کر چھوڑ دیں ہم اسکے دامن کو

مستزاد

کعبہ و کلیسا میں وہ کہتے ہیں کیا ہے
سب سجدہ دل کی جا ہے

ان کو تو مرے درد بھرے دل میں مزا ہے
یاں رہنا روا ہے

جب اُن سے بیاں کیجیے تکلیف جدائی،
اللہ رے صفائی

فرماتے ہیں یہ دل کے لگانیکی سزا ہے
چاہت کا مزا ہے

رسم قفس وقید سے واقف نہیں اصلا
صیّاد سکھانا،

یہ طائر دل تازہ گرفتار بلا ہے
نازوں کا پلا ہے

پرکالۂ آتش ہے مری آہ شرر بار
پھونکا مرا گھر بار

میرا نہ مری خرمن ہستی کا پتا ہے
بس نامِ خدا ہے

بیدم وہاں خط کی نہ پیامی کی رسائی
کیونکر ہو سُنائی

بیکار ہیں نالے یہ عبث آہ و بکا ہے
اب ہونا ہی کیا ہے

کلیسا میں ہو کعبہ میں ہو بتخانے کے اندر ہو
بس اب اِس کو نہ پوچھو رہنے دو کیا کیا ہو کیونکر ہو

مرا سر اُنکی چوکھٹ اُنکی چوکھٹ ہو مرا سر ہو
قیامت میں جو یا رب تابشِ خورشید محشر ہو،

وہ آئیں جبکہ مشتاقِ لقا آپے سے باہر ہو
شہنشاہ حسینان ہو پریزادوں کے افسر ہو

بس اِس میں شک نہیں عاشق نوازی ختم ہی تم پر
تمہاری صلح ہو یا رو ٹھنا دونوں قیامت ہیں

میں لفظ شکر پر نامے کو اپنے ختم کرتا ہوں
قیامت سی قیامت ہے یہ تیرا بے نقاب آنا

غرض یہ ہے کہیں ہو اُن کا نظارہ میسّر ہو
کٹاری ہو چھری ہو تیر ہو نشتر ہو خنجر ہو

اگر قسمت میں چکر ہے تو اُس روضہ کا چکر ہو
تو سر پر چھتر بنکر سایۂ دامانِ حیدر ہو

یہ کیا ملنا کہ جب ملنا نہ ملنے کے برابر ہو
کوئی بہتر ہے عالم میں تو تم بہتر سے بہتر ہو

خدا رکھے تمھیں تم آفتاب ذرّہ پرور ہو
کماں ہو جھک کے ملنے میں تو کھچ جانیں خنجر ہو

جو کہنے پر ہوں آمادہ تو اک شکووں کا دفتر ہو
کہیں ایسا نہ ہو اے فتنہ گر پامال محشر ہو

کہاں آنسو مرے دامن کہاں اُس بحرِ خوبی کا
خدا کی شان ہے اک قطرۂ ناچیز گوہر ہو

مروّت بھی ہے دامنگیر اور لڑتے بھی جاتے ہیں
جو غصہ ہو تو صاحب سامنے آنکھیں ملا کر ہو

سراپا اُن کا لکھنے کے لئے تیار ہوں لیکن
کمر کا وصف لکھنے کیلئے عنقا کا شہپر ہو

مشابہ یار کے ابرو سے ہو کر آبرو پائی
نہیں تو ایک بل کھایا ہوا لوہا بھی خنجر ہو

میں اپنی دیدۂ دیدار جو کا سرمہ سمجھوں گا
اگر قسمت سے خاکِ کوچۂ جاناں میسّر ہو

جہاں ہو ساحلِ مقصود دریائے محبّت کا
وہیں پر کشتئ عمرِ رواں کا میری لنگر ہو

دعا یہ ہے کہ یارب یوں بسر ہو زندگی میری
توکل میرا تکیہ ہو قناعت میرا بستر ہو

بڑھا دوں جوڑ کر طولِ شبِ فرقت کی ٹکڑوں سے
جو شکووں سے مرے کم وسعتِ دامان محشر ہو

تمنا ہی کسی کی خواب گاہِ ناز میں بیدم
مری آنکھوں کے پردے ہوں مری پلکوں کی جھالر ہو

سہرا

پیارے نوشاہ یہ پہنچکر ترے سر پر سہرا
کیسا اِتراتا ہے اللہ اکبر سہرا

بکھری جاتی ہیں لڑیں پھولوں کی رخساروں پہ
موتی اور پھولوں کی کرتا ہے نچھاور سہرا

بدھی شانے پہ حنا پاؤں میں رخ پر غازہ
ناز کرتا ہے ترے سر پہ پہنچکر سہرا

جس نے دیکھا تجھے خوش ہو کے بلائیں لے لیں
زیب دیتا ہے کچھ ایسا ترے رُخ پر سہرا

مالنیں پھولوں کی لائیں گی مگر ہم بیدم
لائے ہیں یہ دُرِ مضمون کا بنا کر سہرا

لڑی ہیں جب سے آنکھیں مجکو دوبھر زندگانی ہی
دل آنا کہہ رہا ہے۔ اُنپہ اکدن جان جاتی ہی

ہزار آزادیاں صدقے ترے پابندِ گیسو پر،
ترے کوچہ میں مر مٹنا حیات جاودانی ہی

لگا رکھا ہے سینے سے ترے دردِ محبت کو
اسے کیونکر مٹاؤں دل سے یہ تیری نشانی ہی

عزیزو بعد مدت وہ تُلے ہیں قتل عاشق پر
مرے آگے سے ہٹجاؤ کہ وقت جانفشانی ہی

یہ تیرے اُٹھتے جوبن ہیں کہ فتنے ہیں قیامت کے
بلا ہے قہر ہے آفت ہے یا تیری جوانی ہی

غبار قیس ہر سو ڈھونڈھتا ہے ناقۂ لیلی — خدایا کیا ابھی تک اس کو شوق ساربانی ہے
تیری ہر ہر ادا پر جان صدقے دل تصدق ہے — ستم کو بھی سمجھتا ہوں کہ تیری مہربانی ہے
تم اپنے مصحفِ رخ کی سنو تو داستاں کہدوں — فسانہ قیس و وامق کا گئی گذری کہانی ہے
تصدق اپنے میخواروں کا صدقہ اپنے مستونکا — وہ مے دے ساقیا جس میں سرورِ جاودانی ہے
وہ آئیں بھی تو کیونکر آئیں میں جاؤں بھی تو کیونکر — نزاکت اُن کو مانع مجھکو عذرِ ناتوانی ہے
آملے تو ایسے کھیل کھیلے کوئی ذرہ نہیں خالی — مگر اک مجھ سے پردہ ہے مجھی سے لنترانی ہے
کیا بیدم مجھے شمشیر ابرو واہ کیا کہنا — غضب کا کاٹ ہے تجھ میں قیامت کی روانی ہے

مستزاد

آنکھ برچھی کی انی تھی کہ سنبھالی نہ گئی — دل کا خون ہوکے رہا
جب پڑی سینے پہ میرے کبھی خالی نہ گئی — جان کو ساتھ لیا
کشتۂ ناز سے کہتی ہے یہ مقتل میں قضا — کیوں جی کچھ بس نہ چلا
تم بچاتے تو رہے جان بچائی نہ گئی، — نہ رکا تیر ادا
مے کدہ میں حرم و دیر کلیسا میں گئے — ہم جہاں جاکے رہے
دل سے تو اور تیری تصویر خیالی نہ گئی — تجکو بھی سجدہ کیا
زلف کے بھیس میں یہ کالی بلا آئی ہے — یا گھٹا چھائی ہے
یا یہ ناگن ہے کہ جو آپ سے پالی نہ گئی — میرا دل آکے ڈسا
دل سہی سستے کہوکے وہ کہتے ہیں شکایت کیسی — اب حکایت کیسی
تم سے رکھی نہ گئی تم سے سنبھالی نہ گئی — ہم سے بیجا ہے گلا
جب کہا اُن سے کہ پھر تم مرے دشمن سے ملے — کہہ کے قایم نہ رہے

بوسے لے بیدؔم یہ تیری خام خیالی نہ گئی ... اور تیرا ارمان نکل نہ گیا

سہرا

پیارے نوشاہ تیرا ہے وہ انوکھا سہرا ... نہ سُنا ہم نے نہ اِس شان کا دیکھا سہرا
رشتہ اُس کا نگہ چشم خدا بینا ہے ... پھولوں کی جا پہ ہے انوار کا گوندھا سہرا
مہر نوروز ہے یا ماہِ شب قدر ہے رُخ ... یہ شعاعیں نظر آتی ہیں ہمیں یا سہرا
محو نظارہ ہیں کل اہل نظر کی آنکھیں ... پھولوں کے سہرے پہ ہے تار نظر کا سہرا
جتنے احباب ہیں سب کی یہ دعا ہے بیدؔم ... شادی راس آئے مبارک ہو خدایا سہرا

خاک میں ملکر غبار کوئے جاناں ہو گیا ... مجھ نکمے سے عجب کار نمایاں ہو گیا
وحشتِ دل رحم کر اب تو میں عریاں ہو گیا ... پرزے دامن کے اُڑے ٹکڑے گریباں ہو گیا
جس نے دیکھا روئے روشن محو و حیراں ہو گیا ... جس نے زلفوں پر نظر ڈالی پریشاں ہو گیا
وہ ملے قسمت پھری بدلے مرے لیل و نہار ... ہو گیا ہر درد کا اور خوب درماں ہو گیا
اس کی صورت دیکھکر عالم کو حیرت کیا ہوئی ... دیکھکر یہ شکل عالم خود وہ حیراں ہو گیا
لے رہا تھا زخم دل کیا کیا مزے اے چارہ گر ... شور بختی سے مری خالی نمکداں ہو گیا
جلوہ گاہِ ناز کے پردے سے چھیڑ اچھی نہیں ... یہ بھی کیا وحشت جنوں میرا گریباں ہو گیا
جس کو ہم دلدار سمجھے ہائے نکلا دل شکن ... جس کو اپنی جان سمجھے دشمن جاں ہو گیا
مانگتا ہوں جب دعائے وصل اُنکے سامنے ... ہنس کے فرماتے ہیں مانگے جاؤ جی ہاں ہو گیا
موت آ جاتی شب فرقت سے پہلے مجھکو کاش ... اب تو کچھ بے موت ہی مرنیکا ساماں ہو گیا
بخت خفتہ جاگ اُٹھا کہتے ہیں آکر خواب میں ... لیجیے اب تو علاج درد پنہاں ہو گیا
اب وہ آئے ہیں تو کیا کیجے کہاں ٹھہرائیے ... دل تو وقفِ حسرت و اندوہ حرماں ہو گیا

قمریوں کی طرح میں کو کو ہی کرتا رہ گیا
مجھسے جب رخصت مرا سرو خراماں ہو گیا

بزم دشمن میں جلا دل کو اگر جلنا ہی تھا
کیوں نہ یہ کمبخت شمع بزم جاناں ہو گیا

ابروئے دلدار محراب عبادت ہے مری
مصحف رخسار جاناں اپنا قرآں ہو گیا

قسمت اپنی ہے طبیعت اپنی ہے اپنی پسند
قیس لیلیٰ پر فدا میں تم پر قرباں ہو گیا

کیا بلا ہو کیا یہ بختی ہے کیا اندھیر ہے
اک زمانہ ہی اسیر زلف پیچاں ہو گیا

چارہ گر ڈھونڈا کریں پھر رہائی ہر طرف
جسم زار اک نقش بر دیوار زنداں ہو گیا

قبر کا کھٹکا نہ بیم حشر اے بیدم اسے
جو غلام حضرت شاہ شہیداں ہو گیا

سینہ پر داغ نذر نوک پیکاں ہو گیا
ایک غنچے پر فدا سارا گلستاں ہو گیا

تیرے در پر اے مسیحا سب کا درماں ہو گیا
ایک میں ہی کیوں تختۂ مشق طبیباں ہو گیا

آرزوئے دل کی بر آئی وصل جاناں ہو گیا
جب دعاؤں سے اثر دست گریباں ہو گیا

دیکھکر دامان محشر کو یہ مچلا طفل اشک
قطرے سے دریا ہوا دریا سے طوفاں ہو گیا

خواب میں دیکھا انھیں سوتے ہوئے جاگے نصیب
پردے پردے میں علاج درد پنہاں ہو گیا

کب رہا خالی مرا کاشانۂ دل خیر سے
تم چلے پہلو سے اٹھکر درد مہماں ہو گیا

ہے گدائی بادشاہی مفلسی ہے منعمی
بوریا میرے لئے تخت سلیماں ہو گیا

داور محشر کے آگے خوں بہا اچھا ملا
قتل پر میرے مرا قاتل پشیماں ہو گیا

جب کہا مولا علیؑ مشکل کشا مشکل کشا
اپنا ہر مشکل سے مشکل کام آساں ہو گیا

تیرے چھپنے سے ہوا آنکھوں میں اک عالم سیاہ
روز روشن بھی مجھے شام غریباں ہو گیا

زلف سلجھاتے رہے یا مجھسے وہ الجھے بار بار
ہائے عیش وصل بھی خواب پریشاں ہو گیا

زخم بھرنے ہی کو تھے لذت طلب دل کے مگر
رک گیا واں ہاتھ اور خالی نمکداں ہو گیا

صدقے ایسے بھولے پن کے اپنے بچپن کے نثار
وہ نہیں سمجھے زمانہ کس پہ قرباں ہو گیا

بس تڑپتے ہی تڑپتے آگیا دل کو قرار
بڑھتے بڑھتے دردِ دل آخر کو درماں ہو گیا

آپ نے وعدہ کیا اور کام میرے بن گئے
لطف سے پہلے ہی میں ممنونِ احساں ہو گیا

ہر رگ و پے میں ہے تیرے حسن کی جلوہ گری
تو تو میرے دل میں آتے ہی مر بجاں ہو گیا

حلقۂ رنداں میں غم ہے خانقاہوں میں خوشی
آج اک بیدم غما باقی مسلماں ہو گیا

سہرا

تو انوکھا تیرا عالم ہے نرالا سہرا
چاند ہے تو تو ہے تجھ چاند کا ہالا سہرا

مالنیں باندھ کے جب گائیں مبارک بادی
ہنس کے نوشاہ نے شرما کے سنبھالا سہرا

پیارے نوشاہ ترے دل کی مرادیں بر آئیں
راس لائے تجھے اللہ تعالے سہرا

اللہ اللہ یہ تجلی ترے سہرے کے نثار
چھپ گیا چاند جو مقنع سے نکالا سہرا

موتی اور پھولوں کے آئے ہیں بہت اے بیدم
گوہرِ نظم کا اک تو تو بنا لا سہرا

اب وہ پہلا سا ترا لطف و کرم بھی نہ رہا
لطف تو لطف وہ اندازِ ستم بھی نہ رہا

نہ رہے اُن کو اگر مجھ سے محبت نہ رہی
نہ رہے اُن کو اگر پاسِ قسم بھی نہ رہا

اُن کے کوچے میں رقیبوں کی جو حالت دیکھی
ہمنشیں چھٹنے کا اپنے مجھے غم بھی نہ رہا

جذبۂ دل نے مرے کھینچ بلایا آکے
اب تو میں آپ کا ممنونِ کرم بھی نہ رہا

تم ستانے سے مرے خوش ہو تو میں بھی خوش ہوں
اب مرا رنج و الم رنج و الم بھی نہ رہا

دیکھ کر کوچۂ جاناں کی بہاریں زاہد
اب تو میں شائقِ گلزارِ ارم بھی نہ رہا

رہنما کس کو بنائے رہِ الفت میں کوئی
جانے والوں کا اُدھر نقشِ قدم بھی نہ رہا

تو ہی تو اول و آخر ہے جب اے جانِ جہاں
پھر کوئی چیز مرا ہست و عدم بھی نہ رہا

جرم ٹھہری جو محبت تو میں مجرم ٹھہرا
اور ستم تیرا مرے حق میں ستم بھی نہ رہا

ہر جگہ میرے لیے جلوہ گہ یار رہی
اب تو جھگڑا قصۂ دیر و حرم بھی نہ رہا

میرے ہوتے ہوئے غیروں پہ جفائیں کیسی
اب اچھوتا ترا انداز ستم بھی نہ رہا

آنکھیں پتھرا گئیں اور ڈھل گیا منکا بیدم
عیسیٰ جب آئے تو بیمار میں دم بھی نہ رہا

گھر میں رہی نہ گھر کی بات ویرانئ گھر کو کیا کہوں
کھل گیا اُن پہ حال دل دیدۂ تر کو کیا کہوں

گم تھا خیال دوش میں عین شب وصال میں
صبح دلا دی اُن کو یاد مرغ سحر کو کیا کہوں

قہر کہوں بلا کہوں فتنۂ حشر زا کہوں
تیغ ادا کو کیا کہوں تیر نظر کو کیا کہوں

جلتے ہوئے لگا کے آگ خرمن عقل و ہوش میں
بجلی کا کام کر گئی اُن کی نظر کو کیا کہوں

وعدۂ حشر کر کے آپ جاتے ہیں جائیے مگر
یہ تو بتاتے جائیے درد جگر کو کیا کہوں

سارے جہاں کے خوبرو تیری قسم ترے سوا
جچتے نہیں نگاہ میں اپنی نظر کو کیا کہوں

بیدم خستہ دل کو روز مارے بھی اور جلائے بھی
سحر کہوں کہ معجزہ ایسی نظر کو کیا کہوں

سہرا

باندھا مالن نے تو اک دھوم پڑی سہرے کی
گویا نوروز ہے ایک ایک گھڑی سہرے کی

سر اٹھاتا نہیں نوشاہ کے قدموں سے یہ کیوں
یا خدا کون سی مشکل ہے آ پڑی سہرے کی

پیارے نوشاہ ترے پھول سے رخساروں پر
لہریں لیتی ہے سر تا بہ لڑی سہرے کی

نظر بد سے بچانے کے لیے دولہا کو
ہو گئی بیچ میں دیوار کھڑی سہرے کی

دیکھنے کے لیے موتی کی نظر ہو بیدم
مشعل طور ہے ایک ایک لڑی سہرے کی

پردہ داری کے عوض بدنام و رسوا کر دیا
اے خیال یار کیا کرنا تھا اور کیا کر دیا

خوب بیمار محبت کا مداوا کر دیا
مار ڈالا پھر بھی کہتے ہو کہ اچھا کر دیا

اون کو سکتہ ہو گیا کیسا اشارہ کر دیا
اے نگاہِ یاس آخر تو نے یہ کیا کر دیا

سینکڑوں کو راہ پر لائے ترے سکوئے ہوئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

ایک ساغر میں کیا ساقی نے زاہد کو غلام
سرد اک چھینٹے ہی میں بازارِ تقویٰ کر دیا

پوچھتے ہو تو کہے دیتا ہوں کس نے جان لی
پھر نہ یہ کہنا کہ تو نے راز افشاں کر دیا

اُن کے جاتے ہی بیاباں کی طرف جانیکو تھے
صدقے اس وحشت کے جس نے گھر کو صحرا کر دیا

مرحبا اے جلوۂ دیدار کیا کہنا تیرا
دیکھنے والے کی آنکھوں کو تماشا کر دیا

حیرت افزا ہیں یہ حسن و عشق کی نیرنگیاں
لیلیٰ کو مجنوں کیا مجنوں کو لیلیٰ کر دیا

اک تیری چشمِ کرم نے ساقیٔ بندہ نواز
ذرّہ کو خورشید اور قطرہ کو دریا کر دیا

یہ کیا فرقت میں اُن کی یاد نے آکر سلوک
بیٹھے بٹھلائے جگر میں درد پیدا کر دیا

آنکھوں ہی آنکھوں میں بیدم کہہ گئے ہم حالِ دل
پردے ہی پردے میں اظہار تمنا کر دیا

یاد کر لیتے ہیں ہم کو بادہ کش ہر جام پر
آج تک مے چھڑکی جاتی ہے ہمارے نام پر

سر کو چکر آتے ہیں ساقی خیالِ خام پر
اشک بھر آتے ہیں آنکھوں میں گھٹا کے نام پر

ٹھن گئی ہے آج وہ چپ ہوں نہ میں خاموش ہوں
میں دعاؤں پر تلا ہوں اور وہ دشنام پر

دل کے آجانے کو ہم سمجھے پیام موت ہی
ابتدائے عشق میں پہونچی نظر انجام پر

آپ کیا جانیں کٹے کس طرح ایام فراق
آپ کیا پوچھیں کہ کیا بیتی دلِ ناکام پر

جھومتی ہیں ڈالیاں گلشن میں اُنکو دیکھکر
پھول صدقے ہو رہے ہیں عارضِ گلفام پر

کیوں نقابِ رخ اُلٹ کر کر دیا محشر بپا
خیر تو ہے کیوں تُلے بیٹھے ہو قتلِ عام پر

صدقے اُنکے عارضِ گلگوں کے نورِ صبحِ وصل
ہجر کی باتیں تصدق زلفِ عنبر فام پر

واہ ری قسمت کہ جب پہونچا یہاں تک دورِ مے
کہدیا شیشے نے کچھ سر رکہکے دشمن جام پر

اب کہو کیونکر بچے صیاد سے بلبل غریب
پھول بکھرائے ہوئے بیٹھا ہے ظالم دام پر

ماند ہو جائے ابھی ساری تجلی چاند کی
وہ ذرا بن ٹھن کے آ بیٹھیں جو اپنے بام پر

ہم خمار آلودگانِ عشق کا مذہب ہی کیا
نذر ساقی کر چکے دیر و حرم اک جام پر

خاک ہونے پر بھی تو برباد ہی رکھا مجھے
قہر ٹوٹے یا الٰہی گردشِ ایام پر

آپ تو خوش ہو گئے بر لا کے غیروں کی مراد
خیر جو گذری سو گذری عاشقِ ناکام پر

بیدمؔ اب اللہ حافظ ہے تمہاری جان کا
منحصر ہے زندگی جب نامہ و پیغام پر

چار بیت رامپوری

اچھا اُنھیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں
دل کے ہوئے دو ٹکڑے جب چار ہوئیں آنکھیں

اُس رُخ نے بنایا ہے آئینۂ حیرانی
اُس زلف نے بخشا ہے اسباب پریشانی
جس نے کیا دیوانہ وہ حال ہے مستانی
اُس بُت کی مرے حق میں تلوار ہوئیں آنکھیں

اچھا اُنھیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

سب لختِ جگر میرے اشکوں میں بہا بیٹھیں
اسرارِ نہانی کو لوگوں میں گنوا بیٹھیں
بے پوچھے مرے رختِ ہستی کو لٹا بیٹھیں
گویا کہ مرے گھر کی مختار ہوئیں آنکھیں

اچھا اُنھیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

فرقت میں قسم کھا کر راتوں کا گیا سونا
ہر دم کا بلکنا ہے دن رات کا ہے رونا
ساماں ہیں مرنے کے اُس بت کا جدا ہونا
ہر وقت کے رونے سے بیکار ہوئیں آنکھیں

اچھا اُنھیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

عالم سے نرالا ہے ساقی ترا میخانہ
بے ہوش ہیں ہشیاری ہشیار ہے مستانہ

بے ساغر و بے شیشہ بے بادۂ و پیمانہ — متوالا ہوا بیدم سرشار ہوئیں آنکھیں

اچھا اُنھیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

تضمین نعتیہ بر غزل حضرت جامی علیہ الرحمتہ

اے عین کمالِ باکمالی — اے زینتِ بزمِ بے مثالی

اے شان جمیل وہم جمالی — اے مظہرِ حُسن لایزالی

مرآتِ جمال ذوالجلالی

باخاطرِ ریش و خستہ حالی — در پہ ہے کھڑا ترے سوالی

للہ نہ پھیر اُس کو خالی — اے مظہرِ حُسن لایزالی

مرآتِ جمالِ ذوالجلالی

تم سے نہ ہو جب مراد حاصل — پھر جائے کہاں تمھارا سائل

اے مہر عطاؤ ماہِ کامل — در شانِ کمال تست نازل

آیات مکارم و معالی

واللیل ہے زلف کا اشارہ — والشمس ہے رُخ کا استعارہ

شاہا ملکا جمال آرا — انوارِ تجلّیٔ قدم را

رخسار تو احسن المجالی

آزاد کہاں کہاں یہ پابند — ناکارہ کہاں کہاں ہنرمند

اے ساقیٔ مجلس خداوند — احرام حریم تو نہ بندند

جُز دردکشان لاؤبالی

بیدم ہے جو کچھ مرا تو ترا — مائل بریا سے ہے یا تصنّع

پر ذات سے اُسکی ہے توقع — جامی بوظایف تضرع

مشغول بود علی التوالی

تضمین بر غزل مولانا شانی

یہ کیا سنتے ہی ہم چپ ہو گئے یوں صورت سوسن
یہ خون کروا رہی ہی ہم سے کس کی نرگس جتون
شمیم زلف نے یہ کس کی آگر ڈالدی الجھن
نگاہ کیست ایں یا رب کہ آتش زد بجان من
برنگ برق خاطف سوخت مشت استخوان من

ہراس و حسرت و حرماں سے ہے آبادئی غربت
مدد کا وقت ہے اے خضر منزل ہادئی غربت
سراپا غم کی صورت بن گئی ہو شادئی غربت
فتادم بیکس و بے آشنا در وادئی غربت
جدا شد ہر یکے از ہمرہان و مہربان من

خیال زلف میں جب بیٹھے بیٹھے جی مرا اولجھا
بسر کی دشت غربت میں نہ پوچھو کسطرح شاہا
تو پڑھکر دم کیا سینے پہ واللیل اذا یغشےٰ
جُز آہ آتشین و گریہ ہائے نیم شب حاشا
نیاید کس برائے پرسش سوز نہان من،

احبا تو گئے سب کہکے اللہ حافظ و ناصر
اندھیری رات ریگستان میں تنہا کیا کروں آخر
مدد کر جذب دل اپنے ثبات عزم کی خاطر
نہ آواز جرس نے نقش پائے رہروان ظاہر
کہ نیماید نشان یا رب بے نام و نشان من

مری غربت پہ خون روتی ہی بیدم بیکسی میری
غریق بحر اندوہ و الم ہے زندگی میری
اداسی دیکھکر سکتے میں ہو آزردگی میری
مدد یا حضرت خواجہ معین الدین اجمیری
امیر کشور عرفان شہ ہندوستان من

تضمین

سورۂ واللیل ہے زلفِ معنبر سربسر
پڑھ لیا والشمس رخساروں پہ ڈالی جب نظر
اے سراپا نور کی صورت مرے رشکِ قمر
مصحفِ روئے تو مارا ہست قرانِ دیگر
عاشقاں را دین دیگر ہست ایمانِ دگر

آنکھیں دکھلا کر کی بیدم کی ہیں جسنے صف کی صفا
طائرِ ایمان ہے تیرِ ناز کا جس کی ہدف
اے زہے قسمت کہ اب آتا ہے وہ میری طرف
لغزشِ مستانہ در رفتار و جامِ مے بکف
رخصت اے تقوےٰ کہ یار آید بسامانِ دگر

تضمین

میں کیا بتاؤں کہ تم کیا ہو یا حبیب اللہ
حسین جمیل ملیح و وجیہہ ظل اللہ
جو بدر چہرہ تو واللیل ہے یہ زلف سیاہ
خطت کلام کلیم رخست کلام اللہ
چہ خط چہ رخ چہ جبیں لا الٰہ الا اللہ

چھٹے گا ہم سے نہ تا حشر گوشۂ مشہد
کہ جان دیکے یہ پائی ہے دولت سرمد
عبث علاج میں بیدم کے ہے یہ جد و کد
قتیلِ خنجرِ عشق تو بر نمی خیزد
اگر مسیح بگوید کہ قُم باذن اللہ

تضمین دیگر

ہر ایک اہلِ دل آج باچشم پرنم
یہ کہتا تھا بکتے ہیں بازار میں ہم
جو تو مشتری ہو تو اے جانِ عالم
بنوک سنانت جگر می فروشم
بہ تیغ ادائے تو سر می فروشم

سنو جب نہ بیدم کی تم بندہ پرور
تو پھر کہئے کس سے کہے دل کی جا کر
کہاں جائے اب چھوڑ کر آپ کا در
اسیری ز پرواز گلزار بہتر

بگنج قفس بال و پری می فروشم

تضمین دیگر

اسی نظر نے نکالی ہے ڈوبتی کشتی
مگر کسی سے نہ کی تھی جو میرے ساتھ میں کی

انہیں نگاہوں سے بگڑے ہوؤں کی بات بنی
درون سینۂ من زخم بے نشان زدئی

بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدئی

حریم خاص کے پردوں کو تھام کر بیدم
فغاں یہ ہے کہ حبیبی و سیدی عالم

عجیب درد سے کرتا ہے نالۂ پر غم
لجار دم بکہ گویم بگو چہ چارہ کنم

کہ تیر عشق مرا اندرون جان زدئی

تضمین دیگر

وہ مہ جبیں خدا کے حبیب خاص نبی
وہ جن کو دیکھ کے موسیٰ کو تاب ہی نہ رہی

وہ ہاشمی و قریشی جوان مطلبی
ربود عقل و دلم را جمال آں عربی

درون غمزۂ مستش ہزار بوالعجبی

کہیں سنی نہیں سرجوش ایسی ہے خواجہ
حواس و ہوش اڑا لے گئی وہ شئے خواجہ

پلائے جام مجھے جس کے پے بہ پے خواجہ
ہزار علم و ادب داشتم من اے خواجہ

کنون کہ مست و خرابم صلائے بے ادبی

تضمین بر رباعی حضرت مولانا فضیلت شاہ صاحب وارثی بایزید پوری قدس سرہٗ الله

دل سرائے تو یا رسول اللہ
جان فدائے تو یا رسول اللہ

دیدہ جائے تو یا رسول اللہ
من گدائے تو یا رسول اللہ

خاک پائے تو یا رسول اللہ

خستہ و پُر نم فضیحت تو، | بیدم و بیدلم فضیحت تو،
تفتہ دل چشم نم فضیحت تو | اُمتِ عاصیم فضیحت تو،

مبتلا پائے تو یا رسول اللہ

تضمین دیگر

ہر گھڑی جاری ہو آنکھوں سے لہو | رٹ لگی ہے یار کو آن یار کو
سر میں چکر دل درد آرزو | اے مسیحا جان من بیمار اُو

سود مندم یک نظر دیدار اُو

ہے یہاں اپنا سر تسلیم خم | ہم ہیں اور محراب ابروئے صنم
تو ہی جا بیدم سوئے بیت الحرم | فرد را چہ حاجت خلد و ارم

راحت اندر سایہ دیوار اُو

تضمین دیگر

وہ دن کہاں اب ہمنشیں جب ہم تھے محفل کی جلا | اب تو عذاب روح ہے نام بہار جانفزا
تو جا کہ بزم عیش میں ہم غمزدوں کا کام کیا | دل گیرم از بزم طرب غم خانہ باید مرا

من عاشق دیوانہ ام پروانہ باید مرا

نا حق یہ اہل عقل سب کرتے ہیں مجھسے دو کد | میری نظر میں یکساں ہے اب تو خیال جزر و مد
الحمد علیٰ احسانہ الحمد للہ الصمد | از دولت عشق جنوں آزادم از قید خرد

اکنون برائے ہمدمی دیوانہ باید مرا

ہم غمزدوں کی موت کیا اور کیا ہماری زندگی | بس ہجر کی شب موت ہے اور وصل کا دن زندگی

بیدم ہیں اور زندہ ہیں ہم کیا موت ہے کیا زندگی
بے صحبتے شیریں بتے تلخست برمن زندگی
از جان بہ تنگ آمد دلم جانا نہ باید مرا

تضمین دیگر

نہ بیچیں گے حوران جنت پہ دل ہم
مگر آپ چاہیں تو ہاں شاہ عالم
نہ سامان فردوس پر جان پُر غم
بنوکِ سنانت جگر می فروشم
بہ تیغ ادائے تو سر می فروشم

عجب دام گیسو میں ہے سحر مضمر
یکا را بھی مرغ دل کی طرح پر
کہ بیدم ہی کیا جو پھنسا اس میں اگر
اسیری ز پرواز گلزار بہتر
بکنج قفس بال و پر می فروشم

تضمین دیگر

نظر میں پھرتی ہی ہر وقت سادگی اُن کی
پری کا سایہ ہے مجھ پر نہ جن کی آنکھ پڑی
عمامہ سبز ردا انور کی عبا نیچی
ربود عقل و دلم را جمالِ آن عربی
درونِ غمزہ مستش ہزار بوالعجبی

سنی تھی عالم میثاق میں جو سے خواجہ
نہ عقل ہے نہ خرد ہے نہ ہوش ہی خواجہ
بھری ہی کانوں میں ابتک اُسی کی لے خواجہ
ہزار علم و ادب داشتم من اے خواجہ
کنون کہ مست و خرابم صلائے بے ادبی

تضمین دیگر

چلے تھے یوں تو دلِ ناتواں پہ وار کئی
ستم تو یہ ہے کہ دل کے ساتھ اور نئی
مگر نگاہوں کی برچھی جگر کے پار گئی
درونِ سینۂ من زخم بے نشان زدئی

بجیر تم کہ عجب تیر بیکماں زدئی

کراہتا ہے کچھ اُس درد سے دل پرغم
کہ آہ آہ کے نالوں سے تنگ ہے بیدم

مقام رحم ہے اے رشک عیسٰی مریم
کجا روم بکہ گویم بگو چہ چارہ کنم

کہ تیر عشق مرا اندرون جاں زدئی

تضمین دیگر

یہ مستانہ روش بہولے ہوئے بالائی و پستی
ارے ایسی بھی ہوتی ہی کسی کو پی کے بدمستی

سُنی تھی اور نہ دیکھی تھی کبھی ایسی زبردستی
گرفتی شیشۂ دل راشکستی باختی رفتی

صداہا ہی شنیدم جابجا انداختی رفتی

تری الفت کے پردے میں نہاں ہیں کلفتیں بیحد
ملا کر خاک میں بیدم کو بیٹھا ہے سر مرقد

ابھی بھولے نہیں ہم قصۂ منصور اور سرمد
محبت ایں چنیں عاشق نوازی ایں چنیں باید

زدئی کشتی شکستی ریختی انداختی رفتی

کلام پوربی بھاشا

دادرا النعتیہ

بانکے چھیلا مدینے والے
مورے چندا جگت اوجیالے

بانکے چھیلا

اے عرب کے کرشن کنہیا
لائے پھولوں کی سیج سودیا

تنی اوٹھ کے بسر یا بجالے

بانکے چھیلا مدینے والے

میں کرم میں دُکھ پائی | اَت پاپن برہا ستائی

موہے تم بن کون سنبھالے

بانکے چھیلا مدینے والے

اب ہند رہا نہیں جاوے | مورا رہ رہ جیا گھبراوے

سوامی اپنی نگریا بولا لے

بانکے چھیلا مدینے والے

اے سب کی ٹیر سُنیا | میں ہوں دیت ہوں تمہری دُہیا

موری بگڑی بات بنالے

بانکے چھیلا مدینے والے

اے دین بند جگ داتا | تمہیں سمرت ہوں دن راتا

پیّاں بیدم کو نبھالے

بانکے چھیلا مدینے والے

ولہ را دیگر

مدنی چھیلا مورے مہاراجا

مورے مہاراجا جگت سرتاجا

اسی نظر نے نکالی ہے ڈوبتی کشتی | انھیں نگاہوں سے بگڑے ہوؤں کی بات بنی

مگر کسی سے نہ کی تھی جو میرے ساتھ میں کی | درون سینۂ من زخم بے نشان زدئی

بحیرتم کہ عجب تیر بےکمان زدئی

ہا ہا پیا میکا درس دکھا جا — مدنی چھیلا

حریم خاص کے پردوں کو تھام کر ہمدم
عجیب درد سے کرتا ہے نالۂ پُر غم
فغاں یہ ہے کہ حبیبی و سیدِ عالم
کجا روم بکہ گویم بگو چہ چارہ کنم

کہ تیر عشق مرا اندرونِ جان دئی
من موہن مورے جیا میں سما جا — مدنی چھیلا

دیگر

سنیو موری مہاراج نجف کے والی
سنیو موری مہاراج
تمرے ہی ہاتھ بکانی سئیاں — تمرے ہاتھ موری لاج — نجف کے والی
سنیو موری مہاراج
نبیؐ کے بیست حسنین کے بابا — ولیین کے سرتاج — نجف کے والی
میں آؤ ہیں بھکارن سوامی — تم ہو غریب نواج — نجف کے والی
مولا علی بیدم درشن دکھو
سدھر جائیں سب کاج — نجف کے والی

غزل بھاشا

اب تمری سرن میں آن پڑی یا عبدالقادر جیلانی
موری بگڑی ٹہالسے بنائے بنی یا عبدالقادر جیلانی
توسے رس بنا موسے پیا تلپت ہی جیا پہنا تم بن پیا
کو ہکت ہوں نسدن کوئل سی یا عبدالقادر جیلانی
کہوں مجھن کو موئے ٹھور نہیں تورے دوار سوا در ور نہیں
ٹھوکر ہوں تمہاری دہریا کی یا عبدالقادر جیلانی
تمہیں سے ہی سجن سہاگ مرو تم آن ملو جگے بھاگ مرو
نت تمرے ملن کی ہے آس لگی یا عبدالقادر جیلانی

بھکھاری تو تمری بھکارن ہوں میں پرجا ہو تم راجن ہو
بکھرے مورے کیس ہینڈ جھوٹی بندیا ٹوٹی چریاں پہوٹیں

اب دانی ہو داد دہانی یا عبدالقادر جیلانی
تم بن جو بنا کی بہار گئی یا عبدالقادر جیلانی

سدھ بیدم کی مہاراج رہے موری بانہہ گہے کی لاج رہی
کہلاوت ہوں چیری تمری یا عبدالقادر جیلانی

بھجن

تورے دوارے جگ بیت گئے موری آس نہ توڑو گریب نواج
یا خواجہ معینؒ پیرن کے میر پیرن کے پیر دولین کے تاج — تورے دوار پرے
تم نبیؐ و علیؓ جی کے پیارے عثمانؓ کی انکھن کے تارے
جگ تارن ہو جگ پالن ہو جگ داتا ہو تھیں جگ تراج — تورے دوار پرے
مورے اوگن یہ نہ نگاہ کرو تم اپنے کیے کو نباہ کرو
میں تمہاری ہوں اب تو بھلی و بری مہاراج تمہیں میری چھٹے لاج — تورے دوار پرے
تورے درس بھکارن آئی ہوں موئے دیو بھیک مورے ان داتا
متی بیر کرد بیدم کی بیرتنی دیکھ لیو بن جائیں کاج — تورے دوار پرے

بھجن دیگر

مہاراج غریب نواج سرن تورے آن پری رے
مہاراج گریب نواج
خواجہ عثمان کے جیہل معین الدین — تمکا لاج سرن تورے آن پری
مہاراج گریب نواج
کیہ رنگ بیرو جھالرا بھرا دُں — پھولوں چھاؤں نگری سرن تورے آن پری

مہاراج گریب نواج

تم تو راجا جگت سرتاجا ہم چیری تہری سرن تورے آن پری

مہاراج گریب نواج

تمری داس کہاکے بیدم کاکو جو ہار کری سرن تورے آن پری

مہاراج گریب نواج

ہولی

سکھی برج میں گھمسان پروہے

پھاگ کھیلن گئے ہیں بنوری سکھی برج میں گھمسان پروہے

نہ دیکھیں پیا اپنو پرایو گروا لگائیں ماریں پچکاری

باراجوری کرموپہ ابرادار گئے مسکی چولیا بھگوئے ڈاری ساری

سکھی برج میں گھمسان پروہے

جاگو چاہیں کان اک پل میں نین ملائے کریں متواری

جائے دیکھو وہی چھوٹ آئے کا ہیری اور کا ہتکاری

سکھی برج میں گھمسان پروئے

چینہ لیو پہچان گئے ہم تم ہی ہو وارث بانکے بہاری

بیدم کی پت سے کہاں جیہو جانے نہ دونگی ہیں تمکا کہلاری

سکھی برج میں گھمسان پروہے

ہولی

سکھی اب تو ہم پھیر جائی

بس کے میکوا میں بیس گنوائی

ہو لی کہیلت سوامی سنگ اپنے
پریم کے رنگ میں جو یزیا زگائی

جو جو گجری تہا میکا میں،
ایکہو ایک پیا کا سنائی

سکھی اب تو ہم پہیر جائی،

نسدن پیا کی کرب ہم سیوا
نت اُٹھ چرنن سیس نوائی

کبہو تو بس میرائی ہیں سانورے
کبہو تو ہوئی ہے ہمار رسائی

سکھی اب تو ہم پھیر جائی

سب رنگ کہلیں اپنے پیا سنگ
بید م انوم کت بہائی

جار جار ہلکا سب تا ہیں،
ہم اُپنو ہی سنگ جرائی

سکھی اب تو ہم پہیر جائی

ٹھمری

پیا مورے بسر گئے سکھ چین
جادو کیتو تورے نین،

پیا مورے بسر گئے سکھ چین

اُت گئی برہا روگ سنے بیدم
ڈوب مرت جیو دیس ،

پیا مورے بسر گئے سکھ چین

دادرا

کا ہے مرورو موری بئیاں، ہٹیلے سیاں

کا ہے مرد رد موری بئیاں

لاج رہے چاہے جائے بہیروا
چھوڑ ب نا توری چہیاں
ہٹیلے سیاں

کاہے مُرو رُو موری بئیاں

ہمکا نہ چھیرو راہ لیو اپنی　　نتی کروں لاگوں پیئاں　　ہٹیلے سیاں

تمکا چھوڑ بیدم کہاں جائے　　واکے تو تم ہی گوئیاں　　ہٹیلے سیاں

کاہے مرو رو موری بئیاں

گاگر

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری　　چلت ڈگر پچکے پنہاری

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری

مدہ کی بھری گاگر نہ سمری　　سادہ سادہ میں تو بیا ہاری

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری

بن مدہ پئے بورائی جات ہوں　　جو دیکھے جاسے متوا ری

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری

تمری ساد سے سدہی اب گاگر　　ناہیں تو جات ہے لاج ہماری

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری

خواجہ وارث جاہیں تو بیدم　　سگرے خواجن کی نیونیں دولاری

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری

بھجن

کوئی ہم سے نہ پوچھے برہ کی ریت - کوئی ہم سے نہ پوچھے

بری ہوت یا میں اپنو ہی میت - کوئی ہم سے نہ پوچھے

دین دھرم تن من نا ہن جوبن　　جو ہارے یا میں اوہ کی جیت　　کوئی ہم سے نہ پوچھے

بھوئیں سو کھے کھیتی ہریاوے — ہم گہاٹیں اور باڑے ہیں پریت بہ کوئی ہم سے نہ پوچھے
اپنے ہوئیں برانے بیدم — اس نر کہیں جیسے جنیسہ نہ جیت۔ کوئی ہم سے نہ پوچھے

بھجن

میں بوری دو سر کا جانی،
بدے ہی سے تورے ہاتھ بکانی

الست بریکم کی دھن سن کے — جھومت چال چلوں مستانی۔

میں بوری دو سر کا جانی

تم ہی احد اور تم ہی احمدؐ — تم ہیں علیؓ داتا مہادانی

میں بوری دو سر کا جانی

تم ہیں حسنؓ حسینؓ کہائے — تم ہیں غوث محبوب سبحانی
انا بشرٌ تم ہی سے سنن ہیں — تم ہیں کہیں ما اعظم ثانی

میں بوری دو سر کا جانی،

تم ہیں خواجہ معینؒ کہائے — تم ہی نظامؒ مخدوم جہانی

میں بوری دو سر کا جانی

تم ہیں کا بھیک سادھن کا سوہی — تم ہیں پہ چھاجے تاج سلطانی،

میں بوری دو سر کا جانی،

اپرم پار لیلا توری وارثؒ — کہاں لگ کو د تورے برن بکھانی

میں بوری دو سر کا جانی،

گوڑ کی سیوا پاپ بتادے — کا ملنا توری ہمت بورانی

میں بوری دوسر کا جانی

وہی ست گورو ہی چیلا بیدم وہ ہی مورکھ وہ ہی چتر گیانی

میں بوری دوسر کا جانی

چیت

سونی لاگے رے ہمری ناگریا ہورا ماں ارے سونی لاگے رے

پیا بیدم سوتن بس بہئی لین پھلوں جھکے رے ہمری سیجریا ہورا ماں

سونی لاگے رے ہمری نگریا ہورا ماں

چیت دیگر

تمہرے کارن رے تیلیے جیہروا ہورا ماں تمہرے کارن رے

سنگ کی سہیلی سب بیرن بھئیں رے کاٹے کہا وے رے نندن نیہرواں ہورا ماں

تمہرے کارن رے

چیت دیگر

سئیاں آئے لیں ہمری انٹریاں ہورا ماں سئیاں لے لیں رے

آپ ہو تج بہئے ہمری ہو پت سئے نندن چھوڑیں نہ ہمری سیجریاں ہورا ماں

سئیاں اے لیں رے

چیت دیگر

جھومت آویں رے مانو متوریا ہورا ماں جھومت آویں رے

پگ لرجین دو انکھیاں نند اسی رتیاں بسلیں ہو سوتن سجریا ہورا ماں

جھومت آویں رے

چیت دیگر

نیناں لاگے رے مانو کاڑیا ہو راماں

نیناں لاگے رے

اک تو کٹیلی دُوجے باڑ ہ گا جر کی گھائل کیں رے وارث ناجریا ہو راماں

نیناں لاگے رے

چیت دیگر

ڈوبت جاوے رے ہمری ناوریا ہو راماں ڈوبت جاوے رے

نیہ کی ناؤ آس کی بلّی کھیون ہارا رے سندر سانوریا ہو راماں

ڈوبت جائے رے

گھاٹو

ہم کے لی جو گیا کا بھسوا ہو راماں سنیاں کارنوال ہم کے لی جوگیا کا

بیدم درسن بھکچھا مانگے پھر پھر دسوال بدسوال ہو راماں جیا کے کارنوال

ہم کے لی جوگیا بھسوا ہو راماں

گھاٹو دیگر

ہمری دوج ہو اندھریا ہو راماں بن سانوریا ہمری دُوج ہو

ہمرے چاند ہم ہیں ماہیرانے کا بدہ ہوئے اُوجریا ہو راماں رین اندھیریا

ہمری دوج ہو اندھیریا ہو راماں

گھاٹو دیگر

سئیاں سگے لی ہمرے بدسوا ہو راماں اوسگے جوبنوال سیاں سگے لی ہمرے

اوڈھے اس پیت جرے اس نیہا۔ نسدن رہت کلسوا ہوراماں۔ رووین نیہوال
بیّاں گے لی ہمرے بدسوا ہوراماں

بچونٹریاں پھوڑ چوندر گاجراؤں دہوئیں بیدم کاہی کیسوا ہوراماں۔ کہہ کے کارنواں
بیّاں گے لی ہمرے بدسوا ہوراماں

گاگر

گاگر نور بھری آئی سرکارن مان گاگر نور بھری

پنجتن پاک کے دوآرے لایوں خواجن کے دربان ماں گاگر نور بھری

غوث قطب کھیلیں آج ہوری امرت بھرپچکارن مان گاگر نور بھری

ولین میں تم آس ہو وارثؒ جس چندا ہوئے تارن ماں گاگر نور بھری

تم اُس پھول جگ میں نہیں پاؤں ڈہونڈ پھری پھلوارن ماں گاگر نور بھری

وارثؒ چھپ بیدم نا بھولب
چھینپ اُن کا ہجارن مال گاگر نور بھری

گاگر دیگر

موسے رنگ کی گگریا نا سمھری ہا ہا پیا تم سادہ لیو
موسے رنگ کی گگریا نا سمھری

نیہا پریم کی موری گگریا سر سے جات گری
گری تم سادہ لیو۔ موسے رنگ کی گگریا

بُورت ہی موری ناؤ بھنور میں آن اُدبار وہری
ہری تم سادہ لیوئے۔ موسے رنگ کی گگریا

بیدم سارے جتن کر ھاری چرنن آن پری
بری تم سادہ لیو۔ موئے رنگ کی گگریا

ساون

سکھی موئے ساونوں میں گئے سیّاں
سنگ کی سہیلی سب جھلواے جھولیں ہم رہے جھولیا شیام گھر سیّاں۔ سکھی موئے ساون
کب لو پیا پل رہیں موئے ہمنا شگن دیکھ لاگوں توری پیّاں
سکھی موئے ساون میں گئے سیّاں
بیدم پیا نہ بیرن آئے اب کا سنگ بابل گھر جیاں
سکھی مورے ساون میں گئے سیّاں

ملہار

تم بن موئے بدیسی بہیروا کیسے کٹے برسات لرے

تم بن موئے بدیسی بہیروا

بدرا کی گرج بجریا کی چم چم اور اندھیریا ڈراتا رے
سونی سیجریا پہ دھرکے گرجوا جیرا انکسو ئی جات رے

تم بن موئے بدیسی بہیروا

دہولے گنج و الے اجمیری خواجہ غریب نواج رے
چاہے جھولا دیّاں چاہے گراؤ ہمری ڈور تورے ہات لرے

تم بن موئے بدیسی بہیروا

ایک تو سونی دوجے ٹوٹی منڈریا تم بن کون چھوائے رے

تم سے اُوجریا موئے گھر آنگن — آؤ اندھیریا ڈرات رے

تم بن موئے بدیسی پیھروا

کاہو جتن میکا کل نہ پرت ہے — برہا او ہک ستائے رے
دن تو روئے رئے مورا گجرے — کاٹے سے کٹے نا رات رے

تم بن موئے بدیسی پیھروا

سب بھولیں موئے تم ہی نہ بھولو — تم سے لگائے ہوں آس رے
تم سے ہی مورا سہاگ ہے سجنا — تم سے بنی موری بات رے

تم بن موئے پردیسی پیھروا

چوڑیا پہنائے چوندریا اوڑہائی — خاصی دُولھنیاں بنائی رے
پھر بیدرم کچھ بات نہ پوچھی — کینہی موہن موسے گھات رے

تم بن موئے بدیسی پیھروا

تمّت

عرض سلام

بحضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام و اولیاء عظام سلسلہ عالیہ قادریہ وارثیہ

السلام اے مظہرِ حسنِ ازل
السلام اے ظلِ ذاتِ لم یزل

السلام اے مسند آرائے کمال
السلام اے رونقِ بزمِ جمال

السلام اے شاہبازِ لامکاں
السلام اے ذاتِ بیچوں بے نشاں

السلام اے دلبرِ رب العلا
السلام اے مصطفےٰ و مجتبےٰ

السلام اے بادشاہ لافتا
حیدرِ صفدر علی و مرتضےٰ

السلام اے خواجہ بصری حسن
و اے حبیب عجمی داود زمن

السلام اے سرگروہِ اولیا
حضرتِ معروف کرخی پیشوا

السلام اے رہبرِ ہر دوسرا
سر سقطی ہم جنید پارسا

السلام اے شبلی و عبدالعزیز
بوالفرح ہم بوالحسن شاہ تمیز

السلام اے بوسعید رازداں
السلام اے دستگیرِ دو جہاں

السلام اے غوث الاعظم السلام
السلام اے قطبِ عالم السلام

السلام اے عبدالرزاق کبیر
نونہالِ گلشنِ پیران پیر

السلام اے ابن بوصالح صفی
سید احمد حضرتِ سید علی

السلام اے شاہ موسیٰ قادری
ہم حسن عباس مہرِ دلبری

السلام اے شہ بہاءالدین ولی، حضرت سید محمد قادری
السلام اے حضرت شاہ جلال ہم فرید بھکری، بدر کمال
السلام اے حضرت ابراہیم شاہ شاہ ابراہیم ثانی دین پناہ
السلام اے شاہ امان اللہ ولی حضرت شاہ حسین متقی،
نیر برج ولایت السلام حضرت شاہ ہدایت السلام
السلام اے حضرت عبد الصمد سید رزاق مقبول احد
السلام اے سید اسمٰعیل شاہ السلام اے شاکر اللہ خضر راہ
السلام اے شہ نجات اللہ ولی، السلام اے حضرت خادم علی
السلام اے افتخار اولیا السلام اے وارث ہر دوسرا
السلام اے رونق باغ رسولؐ، السلام اے زیب بستان رسولؐ
بادشاہا من گدائے کوئے تو دارم امید کرم از سوئے تو

السلام اے شاہ عالم السلام
السلام اے جان بیدم السلام

فریاد

بحضور سرور عالم و عالمیان جناب محمد مصطفےٰ علیہ تحیت و الثنا بواسطہ حضرت خواجگان سلسلہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

سنو اے رونق بستان عالم	سنو تم پر تصدق جان عالم	سنو اے یوسف کنعان عالم	سنو سرمایہ ایمان عالم
	زہجوری برآمد جان عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم	
محمد سرور سردار عالم	محمد افتخار نوح و آدم	محمد مونس و غمخوار و ہمدم	محمد مصطفےٰ خیر مجسم
	زہجوری برآمد جان عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم	
سلے صدقہ علی مرتضےٰ کا	ملے صدقہ حسن گلگوں قبا کا	تصدق عبد الواحد پارسا کا	ملے صدقہ فضیل باصفا کا
	زہجوری برآمد جان عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم	
برائے خواجہ ابراہیم ادہم	پئے خواجہ سدید الدین معظم	امین و فیض و اسحاق مکرم	ابی احمد و ناصر شیخ عالم
	زہجوری برآمد جان عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم	
بحق ناصر الدین شان ربی	بحق خواجہ مودود چشتی	پئے حاجی شریف خضر ہادی	طفیل خواجہ عثمان مکی
	زہجوری برآمد جان عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم	
معین الدین و قطب الدین کا صدقہ	فرید الدین نظام الدین کا صدقہ	نصیر الدین کمال الدین کا صدقہ	سراج الدین علیم الدین کا صدقہ
	زہجوری برآمد جان عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم	
برائے حضرت محمود راجن	جمال الدین جمن محمود احسن	پئے خواجہ محمد زیب گلشن	پئے یحییٰ ولی صدرہ نشیمن
	زہجوری برآمد جان عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم	
پئے شاہ کلیم اللہ جہانی	پئے شیخ نظام الدین ثانی	برائے فخر دین فخر زمانی	طفیل قطب نجم آسمانی
	زہجوری برآمد جان عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم	
جمال اللہ سراج عارفانہ	عباد اللہ ہادی زمانہ	پئے شاہ بلند نور خسانہ	پئے خادم علی فرد یگانہ
	زہجوری برآمد جان عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم	
پئے شام و پگاہ شاہ وارث	بفیض جلوہ گاہ شاہ وارث	برائے عز و جاہ شاہ وارث	طفیل خاک راہ شاہ وارث
	زہجوری برآمد جان عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم	
کوئی درد جدائی سے ہی بیدم	کسی کو غش پہ غش آنے لگے ہیں ہم	ہوئی بزم نشاط و عیش برہم	سنائیں کس کو یہ افسانہ غم
	زہجوری برآمد جان عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم	

تقریظ از چکیدہ قلم معنی رقم ناظم عالی خیال ناثر بےمثال یادگار حضرت امیر مینائی عالیجناب مولانا حکیم برہم صاحب وارثی آنریری مجسٹریٹ و ایڈیٹر اخبار مشرق گورکھپور

جگر پارہ یا ارمغان بیدم

ہمارے دینی بھائی حضرت مولانا بیدم شاہ صاحب وارثی کے کلام کا چودھواں گلدستہ ہے؟ اس میں جگر کے ٹکڑوں کا گلدستہ بنایا گیا ہے یہ گلدستہ اگر خون جگر کھا کر بنایا گیا ہوتا تو چنداں توجہ کی ضرورت نہ ہوتی اسلئے کہ ہر شاعر خون جگر یا سینہ کاوی سے گلدستہ بناتا اور بگاڑا کرتا ہے. مگر یہ گلدستہ دراصل جگر کے ٹکڑوں کا ہے. اسلئے اس کی ندرت اور خوشبو نرالی ہے. جناب بیدم شاہ صاحب کا کلام دنیا سے نرالا نہ سہی مگر سچی بات یہ ہے کہ صحیح جذبات اور معانی آفرینی کی جو روح حضرت کے کلام میں ہم دیکھتے ہیں آجکل اس کی مثال اپنے شعرا میں نہیں پاتے ہمارے شعرا میں اب بہت بڑا حصہ نیچرل شاعروں کا ہے مگر انکی نیچری شاعری کا یہ حال ہے کہ قدیم شعرا سے بہت زیادہ مبالغہ اور غلو میں اگر آگے نہیں نکل گئے ہیں تو لفاظی میں اُن سے بہت دور ضرور نکل گئے ہیں اور اُسکے ساتھ شاعرانہ تخیلات اور صحیح تخیل اور محاکات کا تو اس میں کوسوں پتہ نہیں. ہمارا روئے سخن تمام شعرا کی طرف نہیں ہے اس میں ایسے بھی ہیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں ہم اسکو پڑھتے ہیں لیکن زیادہ تر حصہ اس میں ایسا ہے کہ وہ جو کچھ لکھتے ہیں شاید اُنھیں سا کوئی رمز شناس و نکتہ رس دیکھتا ہوگا بھائی بیدم شاہ صاحب کے کلام پر اسوقت مجھکو جو کچھ کہنا ہے وہ باعتبار شاعرانہ نکات اور زبان اور اُسکی نزاکتوں اور دلفریبیوں کے نہیں ہے اسلئے کہ ہم لوگ لکھنؤ کے رہنے والے ہیں نہ دہلی کے. اور اُس کا حق صرف اُن ہی دو شہروں کو ہے چاہے ان شہروں کے لوگ کتنا ہی غلط شلط لکھیں اور جتنا چاہے زبان کو بگاڑیں مگر یہ لوگ سند ہیں اور اس خوش اعتقادی کے ہم لوگ مرتے دم تک جانبدادہ رہیں گے. ہمارے بھائی بیدم شاہ صاحب کے کلام میں ندرت اور امتیاز ہے وہ دل کے جذبات صحیح ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں حال ہوتا ہے اور دنیا میں جو حال مزہ دیتا ہے قال میں وہ لطف نہیں آتا اسلئے ہم لوگ اُن کے کلام میں صرف حال ہی کو دیکھتے ہیں اور یہ حال ہی ہماری روح میں تازگی اور دل میں جوش پیدا کر دیتا ہے اور صرف حال ہی ایسا جذبہ فطرۃ ہے جو ہمارے دلوں کو سینوں میں بیقرار اور دلوں میں اُبھار پیدا کر دیتا ہے اگر بھائی بیدم شاہ صاحب کی شاعری میں یہ جذبات پیدا ہوئے اور یہ ولولے آج ہم کو اُن کی شاعری میں نظر آرہے ہیں تو کوئی وجہ تعجب کی نہیں ہے اسلئے کہ مینائی وارثی کے سرشار اور متوالے شاعر کے لئے یہ ہونا چاہیئے

بھائی بیدم شاہ صاحب نے وہ آنکھیں دیکھی ہیں جن کی نسبت حضرت امیر مینائی فرماتے ہیں ؎

کیا غضب تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی   اُٹھ گئی آنکھ تو کوسوں کوئی ہشیار نہ تھا

اس نظر جاں ستاں. نہیں نہیں اُس پُرکیف اور دلفریب موہنی آنکھ کے دیکھنے والوں کی شاعری کا کیا پوچھنا پھر،
خصوصیت یہ ہو کہ بھائی بیدم شاہ صاحب پر وہ نگاہ مست جب پڑی تو یہ بھی چیخ اُٹھے ؎ ہم خمار آلودگانِ عشق کا مذہب
ہی کیا: نذرِ ساقی کرچکے دیر و حرم اک جام پر. خمخانۂ وارثی کے رِندانِ پاک باز میں ہمارے حضرت مولانا بیدم شاہ
صاحب وارثی کا عروج و اوج اگر دیکھنا ہو تو اُن کے ان جگر پاروں کو دیکھئے، ہر شعر تیر و نشتر اور ہر لفظ محبوب توبہ شکن ہے
ہجر و وصال کا تذکرہ ہو تو صحیح جذبات کے ساتھ حرمان و یاس کا اگر ذکر ہو تو واقعی حکایات کے ساتھ ہو تصنع اور
بناوٹ کا کہیں ذکر نہیں! جی تو یہی چاہتا ہو کہ اس گلدستے کی ہر پنکھڑی کے نقش و نگار اور خوشبو کی موجوں کو دکھلاؤں
مگر مجبور ہوں کہ وقت کم اور کام زیادہ ہو۔ ع شب کوتاہ و قصہ بسیار است!
اس لئے انھیں چند سطور پر داد سخن کا مرحلہ ختم کرتا ہوں۔

حکیم برہم ایڈیٹر مشرق گورکھپور

تقریظ از جگر خامۂ مشکین شمامہ سراپا سوز و گداز محبت آئینہ جذبات فطرت شاعر عدیم النظیر عالیجناب سید نظام الدین شاہ صاحب دلگیر قادری ایڈیٹر نقاد و رئیس آگرہ

بیدم کا جگر پارہ

ملیں اشعار جو درد و اثر کے — وہی ٹکڑے تو ہیں بیدم جگر کے

بیدم کا جگر پارہ چھپکر تیار ہوگیا۔ دلگیر سے تقریظ کی فرمائش کی جاتی ہو، یہ ستم ظریفی نہیں تو کیا ہو؟ میں دل گرفتہ
کیا جانوں تقریظ و تبصرہ کسے کہتے ہیں، تنقید کیا ہوتی ہو جب سے دل ٹوٹا۔ اچھے بُرے کی تمیز نہیں رہی کھوٹا کھرا پرکھنا
بھول گیا، مجھ دیوانہ کو اچھے شعر سناؤ اور پھر دیکھو میں مسحور کیفیات و مخمور الذات ہوں یا نہیں؟ شعر سناکر میری حالت
دیکھو؟ اس حالت سے شعر کی خوبی اخذ کرو لیکن خدا کے لئے مجھے اس بات کی زحمت نہ دو کہ میں شعر کے محاسن و معائب
پر نقد و نظر کروں اور اس کیفیت و لذت سے دست بردار ہو جاؤں جو اچھا شعر سن کر میرے قلب و دماغ پر طاری ہو جاتی ہے
میں جب کبھی اچھا شعر سنتا ہوں، رونے لگتا ہوں یہی میری داد ہے اور یہی تقریظ،
حیران ہوں کہ جناب بیدم شاہ صاحب وارثی کا دیوان پڑھکر جو کیفیت مجھ پر طاری ہوئی کس طرح اُسی الفاظ
میں بیان کروں مجھ پروردۂ اشک، بے آنسوؤں کا جو خراج اُن کے دلگداز کلام نے وصول کیا ان دلگیر موتیوں کو صفحۂ قرطاس
پر کیسے بکھیروں!!! اور آہ! اُس لذت کو کیسے دکھاؤں جو میرے دل نے اٹھائی! آپ سامنے ہوتے تو شاید کچھ اندازہ کر سکتے

ایک شعر یاد آیا آپ بھی سُن لیجئے وہ جسے میں کہہ نہیں سکتا جسے تم سن نہیں سکتے ؎ وہی ہے آرزو میری وہی دل کی تمنا ہی! کہہ نہیں سکتا کہ اس سادہ سے شعر نے غریب دل پر کیا بنادی! دیوان بیدم میں ایسے نشتروں کی کمی نہیں، چونکہ صوفیانہ رنگ طبیعت پر غالب ہے، اسلئے پاکیزہ جذبات کی مثالیں بھی کلام بیدم میں بہت ملیں گی۔ انتخاب کرنے کی فرصت نہیں آپ خود دیوان منگا کر دیکھیں آپ اس مجموعۂ غزلیات میں ہر رنگ اور ہر قسم کے جذبات کا کلام پائیں گے مگر مجھے تو صرف وہ کلام پسند ہے جس میں درد و اثر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہو جسے سنکر بے اختیار رونا آئے اور میں یہ کہنے کی مسرت حاصل کرتا ہوں کہ حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی کے دیوان میں ایسے اشعار بہت ملیں گے جنہیں پڑھکر آدمی بیتاب ہو جائے اور اپنے اختیار میں نہ رہے،

افسوس مجھے تبصرہ کرنے کی قابلیت نہ فرصت ورنہ میں دکھاتا کہ بیدم کے نشتر دل توڑنے کی کہاں تک صلاحیت رکھتے ہیں

فقیر دلگیر

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار گہربار خسرو اقلیم زبان دانی یگانۂ فن عالی جناب حافظ سید شاہ علی حسن صاحب احسن مارہروی یادگار حضرت فصیح الملک داغ دہلوی

مژدہ اے اہل سخن دیوان بیدم چھپ گیا
جلوۂ حسن بتاں دیدار ہے اللہ کا
ہے یہ وہ دیوان جس سے حال سب آئینہ ہے
ہے گمان ہر مطلع دیوان پہ مہر و ماہ کا
جس غزل میں جو نکیلا شعر ہے اک تیر ہے
حرز جاں بنکر رہے ہر شاعر ذی جاہ کا

تحفۂ مرغوب ہے یہ ایک حق آگاہ کا
دل پسند و دلکش و دلچسپ دل آویز ہے
دلبروں کی دلبری کا عاشقوں کی چاہ کا
طبع اہل ذوق کو ہر شعر نے پھڑکا دیا
جس نے چھلنی کر دیا ہے سینہ ہر بدخواہ کا
ہے دعا کے ساتھ احسن مصرع تاریخ یہی

ہیں مجازی صورتیں شکل حقیقی ہو بہو
سر بسر مجموعہ ہے یہ معنی دلخواہ کا
جلوہ فگن نقطے نقطے سے ہیں انوار سخن
شور ہے بزم سخن میں آہ کا یا واہ کا
اس جگہ پائے کو یارب یہ ملے حسن قبول
شاعروں کی روح ہو دیوان بیدم شاہ کا
۱۳ ھ ۲۶

قطعہ تاریخ از تراوش طبع گہربار فرید العصر یگانۂ زمن برگزیدۂ روزگار عالی جناب استاد مولوی سید نثار علی شاہ صاحب نثار ابو العلائی اکبرآبادی

خوب دیوان ہے جگر پارہ نام
بزم عشاق کا جام جم ہے
نئی بندش ہے نئے ہیں مضمون

نئی غزلیں ہیں نیا عالم ہے
جب کیا دل سے سوالِ تاریخ
ہم سے مجبوروں کا تو ہمدم ہے
میں بھی سمجھا کہ مصائب سے نجات

غمِ ہجراں ہے جہاں شعروں میں
کہا ظالم نے کہ فرصت کم ہے
آئی آواز کہ کچھ لکھ بھی دے
نہیں مل سکتی ہے جبتک دم ہے
واہ لختِ جگر بیدم ہے

مژدہ وصل وہیں مدغم ہے
کی دعا حق سے کہ اے کل کے معین
تو تو شاعر نہیں پھر کیا غم ہے
دل کہا اس کو تو ملہم بولا

قطعہ تاریخ از تراش طبع گہربار سرمد سخنوران باکمال زبدہ ارباب فصاحت و بلاغت عالیجناب مولوی سید عبد الوحید صاحب فدا نیازی اہلمد کلکٹری مین پوری یادگار حضرت داغ دہلوی

نہاں راز دار صد ہزار اسرار سربستہ
بعقل طالب ناوک فگن بیدم
ز رویش تازہ میماند بہارستان نیرنگی

عیاں را شانہ گیسوئے زلف پرشکن بیدم
انجلوت گاہ بخویشی وارث قرتبہ دارد
گہے بیدم باشد گہے باشد حسن بیدم
باندازِ بیانِ دلکشا شیرین سخن بیدم
۱۳ ھ ۳۶

بجان زخم بسمل ہمہ ہے از جوش ہمدردی
تجلیس فنائے تام و راز ما و من بیدم
بہر دو سال ملحق گو فدا "تاریخ دیوانش"

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار پرانوار مصدر فضل و کمال سخنور عدیم المثال عالیجناب مولانا سید شرف الدین صاحب یاس ٹونکی مدرس اعلیٰ فارسی اسلامیہ ہائی سکول اٹاوہ

چھاپ شدہ دیوان عجبے
جنس گران دکان بیدم
ریخت بقالب ریختہ جانے

ز دست ہویدا شان بیدم
فکر رسائش کان جواہر
خامۂ سحر بیان بیدم
تاریخ دیوان بیدم
۱۳ ھ ۳۶

نقد دل و جان ہای آرزو
گنج جواہر از آن بیدم
یا بے عیب مشکت گفتم

ایضاً

طبع ہوا بیدم کا دیوان
بندش میں سرتاپا بے عیب

ہے یہ عجیب دیوان لاریب
لأنہا آیتہ للفرح

سب کے سب مضمون اچھوتے
کلہا جمعا بالغیب
۱۳ ھ ۳۶

قطعہ تاریخ از نتائج جواہر رقم آسمان تحقیق و تدقیق شاعر عدیم المثال عالیجناب منشی رام دیال صاحب بیدل یادگار حضرت طاہر فرخ آبادی

یہ دیوان ہے انتخاب ہدایت
یہ واللہ ہے آفتاب ہدایت

کہ ہے خضر راہ صواب ہدایت
لکھو مصرعہ سال ترتیب بیدل

ہوئیں اس سے روشن زمانہ کی آنکھیں
خطوط شعاعی کتاب ہدایت
١٣ ٢٦

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار حقائق و معارف دستگاہ اخی الاعظم حضرت میاں ابو الحسن شاہ صاحب وارثی اٹاوی

کیا بات ہے بیدم نے گلستان سخن سے

وہ پھول چنے جن سے معطر ہو عالم

ہاتف نے کہا لکھدے حسن مصرع تاریخ

گلدستہ رنگیں جگر پارہ بیدم
١٣ ھ ٢٦

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر سلیم نونہال چمنستان سخن جناب منشی نذیر احمد خاں صاحب نذیر اہلمد کلکٹری اٹاوہ

ہوا طبع مجموعہ نظم بیدم
مگر میں تو کہتا ہوں جان سخن ہے

جو سر تا بپا ارمغان سخن ہے
نذیر حزیں سال ترتیب دیوان

جگر پارہ کوئی سمجھتا ہے سمجھے
لکھو تم گل گلستان سخن ہے
١٣ ھ ٢٦

قطعہ تاریخ ریختہ کلک گہر سلک شاعر عدیم المثال عالیجناب نواب سید غوث محمد خاں صاحب غوث دہلوی آنریری مجسٹریٹ سرائے ارح بھرتپور تلمیذ رشید حضرت بیخود دہلوی

چو شد مطبوع از تصنیف بیدم
ز درج سینہ کردہ درفشانی
پئے تاریخ او کردم چو فکرے

جگر پارہ ز گنج خوش بیانی
ز سیر لامکاں از رخ تخیل
چنیں آمد ندا سے آسمانی

کلامے ہست چوں سلک مسلسل
کشادہ در جہاں راز نہانی
بگو اے غوث از دل سال طبعش

پسند خاطر ارباب معنی
۱۲ ۲۶

ایضاً

یہ مجموعہ بیدم نے اچھا لکھا
کہ احباب کے دل کا محبوب ہے

زمانہ کو جو دل سے مرغوب ہے
یہی غوث ہے اس کی تاریخ طبع

وہ نسبت کا اس میں ہے اک سلسلہ
جگر پارہ اک نادر و خوب ہے
۱۹ ۲۶

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر عالی شاعر یکتا جناب منشی ریاض الدین احمد صاحب فدا اکبرآبادی میر منشی ایجنسی مشرقی راجپوتانہ مقیم بھرتپور

اب چھپے گا کلام بیدم کا
اس کا ہر حرف یاد سبحان ہے

دل عاشق ہے فقر کی جان ہے
تم فدا سال طبع کا لکھ دو

نام دیوان کا ہے جگر پارہ
نظم بیدم علاج نسیان ہے
۲۶ ۱۳

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار بلند پرواز شاعر رنگیں بیاں بلبل گلزار معانی جناب منشی احمد حسین صاحب قمر بریلوی شاگرد حضرت بیخود دہلوی

اے صبا کیا دھوم ہے کیا شور ہے کیا بات ہے
ہیں طرب انگیز نالے بلبل ناشاد کے
سن کے یہ بیساختہ آئی مسرت کی ہنسی
تم تو پیچھے پڑ گئے ہو حاسدوں کے جان کے
شاعری کو فخر تم سے شاعری کی جان تم
شعر تو کیا مستند ہیں لفظ بھی دیوان کے
دل سے ہم آمین کہتے ہیں دعا کرتا ہے دل

ہر طرف یہ غلغلے کیوں ہیں مبارکباد کے
اک ادائے دلبری سے ہنس کے ان نے یہ کہا
لفظ فوراً آگئے کچھ درمیاں میں اس غزل
طرز بھی رنگ اچھے اور ترکیبیں نئی
واہ کیا کہنے تمہارے رنگ کے انداز کے
لاکھ کوشش کیجئے اٹھ جائے ممکن ہی نہیں
سیکڑوں ہو جاویں حصے در بھی دیوان کے
گل کھلائے ہیں گلستان سخن میں شاد نے
۱۸ ۶ ۱۹

کیا گلستان سخن میں کوئی تازہ گل کھلا
دن یہی اب چھپنے کے ہیں دیوان بیدم شاہ کے
حضرت بیدم غضب دیوان شائع کر دیا
گویا تم پیدا ہوئے ہو شاعری کے واسطے
ہم تو کہتے ہیں ہزاروں میں ہے ٹکسالی زبان
لفظ جو رکھا جہاں پر فکر کو ہر بار نے
مصرع تاریخ بھی اچھا قمر ہاتھ آ گیا

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ناظم بے بدل سخندان و سخنور جناب منشی محبوب علیخاں صاحب اختر فیروزآبادی

جگر پارہ کیا شاہ بیدم نے لکھا
ہر اک نکتہ ہے بے مثالی
بہ اکرہ کہ دل یا سن کا لکھ دو اختر

تصور میں تصویر کھینچی خیالی
ہوئی فکر تو بہر تاریخ جس دم
جلا مصفا مضامین عالی
۱۳

ہر اک مصرع دلکش ہر اک شعر موزوں
ندا دی یہ ہاتف نے مجھکو نرالی

قطعہ تاریخ از تراوش قلم معجز رقم مصور فصاحت و بلاغت مولوی محمد راضی صاحب راضی زبیری مختار عدالت کلکٹری اٹاوہ شاگرد حضرت سنجر ایرانی

جگر پارۂ نظم بیدم چھپا
کسی کا کلام ایسا دلکش کہاں
حلاوت وہ بخشی خدا نے اسے
سخن آفریں دل سے ہیں قدرداں
یہ ارشاد بیدم اشاعت کا سال

ہوئے شاد سب دیکھکر نکتہ داں
بجا ہے اگر اہل بینش کہیں،
کہ ہر شعر کرتا ہے رطب اللساں
یہ مجموعۂ نظم رنگیں بہار
لکھا میں نے راضی ولی ارمغاں
١٣٢٦ھ

فصاحت میں یکتا بلاغت میں فرد
ہوئی زندہ بیدم سے اردو زباں
مضامین پیدا کئے ہیں کہ واہ
چمن ہے نہیں جس میں نام خزاں

قطعہ تاریخ از تراوش خامۂ مشکیں شمامہ شاعر خوش فکر جناب قاضی مولوی حکیم احمد علیخاں صاحب واحد آنریری میونسپل کمشنر و رئیس فیروزآباد

یوں تو کہنے کو جگر پارہ ہے
معدن عشق و محبت ہے اور اسرار کی کاں

اصل میں دل ہے حسینوں کا اور عشاق کی جاں
طبع کے سال کی کیوں فکر ہے ہاتف نے کہا

شاعر و عارف کامل کی ہے تصنیف شریف
لکھدو واحد اسے تم ساغر نور عرفاں
١٩٠٨ع

قطعہ تاریخ از رشحات خامۂ جادو رقم شاعر شوخ نگار جناب قاضی محمد اسمٰعیل صاحب طاہر بجنوری اہلمد کلکٹری اٹاوہ

کیسا دیوان ہے جگر پارہ
حق تو یوں ہے جام جم کہئے

شاہ بیدم کا جس کو دم کہئے
ہاتف غیب نے دی یہ آواز

اس جگر پارہ کے مضامیں کو
طاہر النغمۂ ارم کہئے
١٣٢٦ھ

قطعہ تاریخ نتیجۂ طبع نقاد سخن و نازک خیال جناب منشی احمد خاں صاحب کیفی علیگ بی۔ اے ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ متوطن کاسگنج ضلع ایٹہ

شاہ بیدم کا یہ جگر پارہ

ہے دل دردمند کا دمساز
کہئے اس کو چراغ ناز و نیاز
١٣٢٦ھ

زینت بزم حسن و عشق ہے یہ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ طبع عالی شاعر شیوا بیان جناب منشی احمد حسین خاں صاحب بیباک وارثی جنرل مرچنٹ رئیس اٹاوہ

چھپ گیا ابغان بیدم شاہ

کیوں نہ سمجھوں اسے جگر پارہ
گلشن عشق ہے جگر پارہ
۱۳ ھ ۳۶

مصرع سال طبع لکھ بیباک،

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر مستحسن نونہال گلشن شعر و سخن میاں وارث الحسن سلمہٗ بیدار وارثی خلف الصدق حضرت مصنف مدظلہٗ

عارف کامل شاہ بیدم
ضرب مثل ہر شعر ہے اُن کا
اس جامعیت کے میں صدقے

ناظم اعلیٰ شاعر یکتا
لکھا وہ مضمون کہ جس میں
بند کیا کوزے میں دریا
نور عارف صبح تمنا
۱۳ ھ ۳۶

ملک سخن میں دھوم جن کی
کھینچا حسن و عشق کا نقشہ
لکھ بیدار سنہ ہجری میں

قطعہ تاریخ دلپسند از گلریزی عندلیب گلستان ظرافت طوطی شکرستان فصاحت جناب منشی محمد اسمٰعیل خاں صاحب رنگیلے متوطن مین پوری

نیساں نے بھری جھولی دریا نے بھرا دامن
بدگو کی مری دادی بدبین کی مری نانی
کیوں زلف کے مضمون کو ہو ناز دل آویزی
دہ دیوادوالیکا یہ لمبے ہے وہ جانی
ہے جملہ آخر میں تاریخ رنگیلے کی،

دیوان میں بیدم نے جب کی گہر افشانی
ہر شعر ہے اک قول گویائی جودت کی
بھرتی ہیں گھٹائیں بھی یاں آکے گہر و پانی
تو دلبر جودت ہے کیا پاک طبیعت ہے
یہ جوش دل بیدم جو بحر کی طغیانی
۱۳ ھ ۳۶

شہرت ہوئی دنیا میں جب سحر بیانی کی
کیا چھوتے مضمون ہیں کیا نظم ہے مستانی
تصنیف کو اعدا کی کیا اس سے بھلا نسبت
مضمون ترا اولاد وجاہت تیری دیوانی

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر سلیم نونہال گلشن سخندانی عزیز منشی سجاد حسین صاحب سجاد وارثی برادر اصغر حضرت مصنف مدظلہٗ

شائقین کلام بیدم شاہ
چشم حاسد کو واسطے ہے خار
گلشن نظم شاہ بیدم ہیں

یہ جگر پارہ ہو گیا تیار
گل کھلائے ہیں طبع رنگیں نے
آ گئی ہے اب نہ جائے بہار
نعمت حق ہے مرقع انوار
۱۳ ھ ۳۶

دوستوں کے لئے یہ گلدستہ
ہے ہر ایک صفحہ صفحہ گلزار
مصرع سال طبع لکھ سجاد

تمام شد